ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

نگرانِ اعلیٰ: مولانا مفتی محمود

سرمایہ داری اور کمیونزم کے بانی یہودی ہیں

تجاویز منظور کردہ صد سالہ اجلاس دارالعلوم دیوبند

اسلام اور باطل نظریات

شمارہ ۲۶

۲۷ جون تا ۳ جولائی سنہ ۱۹۸۰ء

قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

رحمت اللعالمین

سرور بجنوری فیصل آباد

رہبرِ عالم محسنِ انساں صلی اللہ علیک وسلم ہادیٔ برحق، حاملِ قرآں صلی اللہ علیک وسلم

آپ کے در کا جو منگتا ہے رتبے میں شاہوں سے سوا ہے آپ ہیں سلطانوں کے سلطاں صلی اللہ علیک وسلم

آپ سا کوئی محسنِ اعظم دہر میں کب ہے رحمتِ عالم آپ کی ذات سراپا احساں صلی اللہ علیک وسلم

آپ وقارِ بزمِ ہستی آپ مدارِ عالمِ ہستی آپ بہارِ گلشنِ دوراں صلی اللہ علیک وسلم

آپ کی عظمت آپ کی شوکت کیسے بیاں ہو شاہِ رسالت آپ کا واصف ہے حق یزداں صلی اللہ علیک وسلم

آپ کے ہیں جو چار خلیفہؓ اُن سب پر ہے لطف خدا کا ساری خدائی ان پر نازاں صلی اللہ علیک وسلم

دنیا کو خوشحال بنایا بد کو با اقبال بنایا آپ کا ہے یہ کارِ نمایاں صلی اللہ علیک وسلم

آپ معلّم بن کے آئے دنیا کو اخلاق سکھائے آپ کی سیرت پر ہم قرباں صلی اللہ علیک وسلم

لطف و عطا تھی آپ کی عادت شفقت، رحمت اور مودّت ظالم تھے انگشت بدنداں صلی اللہ علیک وسلم

چاند ستاروں میں جو ضیا ہے آپ کے نقشِ پا سے ملی ہے آپ کے دم سے ہیں یہ فروزاں صلی اللہ علیک وسلم

آپ سراپا رحم و کرم ہیں ایک نگاہِ مہر ادھر بھی
ہے یہ سرور بھی لطف کا خواہاں صلی اللہ علیک وسلم

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

جلد نمبر ۲۲ | شمارہ نمبر ۲۶

جمعۃ المبارک شعبان ۱۴۰۰ھ

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدلِ اشتراک
سالانہ
۶۵ روپے
ششماہی
۳۳ روپے
سہ ماہی ۱۷ روپے

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

خط و کتابت: ترجمانِ اسلام چوک رنگ محل لاہور

زکوٰۃ عشر کے نفاذ کا اعلان

اسلام آباد کی جامع مسجد میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کے دوران صدرِ مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے زکوٰۃ اور عشر کے نفاذ کے آرڈیننس کا اعلان کر دیا ہے۔ اس اعلان کے مطابق یکم رمضان المبارک سے زکوٰۃ کے سال کا آغاز ہو جائے گا، جبکہ عشر کے سال کے آغاز کا اعلان وزیرِ خزانہ کریں گے۔ زکوٰۃ کے ایڈمنسٹریٹر جنرل عرفان احمد امتیازی نے زکوٰۃ اور عشر کے بارے میں تفصیلات سے بھی قوم کو ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر آگاہ کیا اور ان مدات کا بھی بیان کیا جن پر زکوٰۃ صرف کی جائے گی۔

جناب صدر نے اس امر پر مسرّت کا اظہار کیا کہ زکوٰۃ اور عشر کے آرڈیننس کے نفاذ کا اعلان مسجد سے کیا جا رہا ہے جو مسلمانوں کی اجتماعیت کا محور و مرکز رہی ہے۔ انہوں نے یہ یقین دہانی بھی کرائی کہ زکوٰۃ و عشر کی وصولی کے سلسلے میں انتظامیہ کی شرکت برائے نام ہو گی۔

صدر صاحب کی اس وضاحت سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے اس حقیقت کو بخوبی محسوس کر لیا ہے کہ موجودہ انتظامیہ اسلامی احکام کے نفاذ پر عملدرآمد کرانے کی اہل نہیں ہے۔ اس مقصد کے لئے علماء اور متقی و پرہیزگار افراد کا ہونا ضروری ہے۔ یہ کام وہی لوگ انجام دے سکتے ہیں جو اپنے اندر خشیت الٰہی اور فکرِ آخرت رکھتے ہوں۔

بیوروکریسی کا تجربہ اسلامی حدود کے نفاذ کے سلسلے میں بھی کیا جا چکا ہے اور مذہبی اوقاف کے ضمن میں بھی، اگر ایک بار پھر اسی قسم کا تجربہ کیا گیا تو وہ ناکام ہی ثابت ہو گا۔ اسلامی حدود کے نفاذ کے وقت بھی محبِّ وطن حلقوں نے حکومت کو مشورہ دیا تھا کہ وہ ملک کے جیّد علماء کرام کا تعاون حاصل کرے، مگر خدا جانے وہ کونسی مصلحتیں تھیں جن کی وجہ سے علماء کے تعاون کو درخورِ اعتناء نہیں سمجھا گیا اور وہی کچھ ہوا جس کا خدشہ تھا۔

حدود کے نفاذ کے کچھ عرصے بعد تک تو جرائم پیشہ افراد خوفزدہ ہو کر اپنے بلوں میں گھسے رہے مگر جونہی انہوں نے محسوس کیا کہ حدود کو بھی بیوروکریسی نے حصولِ زر کا ذریعہ بنا لیا ہے تو وہ پہلے سے زیادہ جرأت و بیباکی کے ساتھ جرائم میں مبتلا ہو گئے اور اب

عام یہ ہے کہ اخبارات کے صفحات روزمرہ ہونے والے گھناؤنے جرائم سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسلامی حدود کے نفاذ کے باوجود کسی بھی شریف شہری کی جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ نہیں ہے۔ اس کی صرف اور صرف یہی وجہ ہے کہ حدود پر عملدرآمد کرانے والے ذہن الجھے ہوئے ہیں اور ہاتھ آلودہ ہے۔ اس کے لئے صاف ذہن اور پاکیزہ ہاتھوں کی ضرورت ہے۔

جبکہ زکوٰۃ و عشر کا معاملہ اس سے بھی زیادہ اہم ہے۔ اس لئے کہ اس میں لوگوں سے روپیہ اور مال وصول کرنا ہوگا۔ اس کے لئے تو مزید احتیاط کی ضرورت ہے۔ یہ کام صرف دیندار لوگ ہی انجام دے سکتے ہیں اور ایک سطح پر یہ کام اب تک علماء اور دیندار حضرات کے ہاتھوں سرانجام بھی ہوتا رہا ہے۔

اس حقیقت سے کون بے خبر ہے کہ ملک کے طول و عرض میں دینی مدارس کا جال بچھا ہوا ہے جو محض زکوٰۃ و خیرات اور صدقات و عطیات سے چل رہے ہیں۔ ان تمام اداروں کا انتظام انصرام علماء اور پرہیزگار افراد کے ہاتھوں میں ہے اور اکثر و بیشتر یہ کام دیانتداری اور خوش اسلوبی سے انجام پا رہا ہے۔

ملک میں زکوٰۃ و عشر کے نفاذ کا خیر مقدم ہی کیا جائے گا لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کے بنیادی تقاضوں سے غفلت نہ برتی جائے اور قوم ایک مرتبہ پھر مایوسی کا شکار نہ ہو۔ یہ قوم اب تک اسلامی نظام کے نفاذ کی امیدوں کے سہارے ہی زندہ ہے اور اس عظیم مقصد کے لئے قربانیاں دیتی چلی آ رہی ہے۔

اگر یہ بیل منڈھے نہ چڑھی تو لادین عناصر کو ایک موقعہ اور ہاتھ آئے گا یہ کہنے کا کہ اسلام موجودہ دور کے تقاضوں پر پورا نہیں اترتا معاذ اللہ اور اس کی ذمہ داری مقتدر قوتوں پر ہو گی۔

حکومت کو چاہیئے کہ وہ تمام مکاتب فکر کے جید علماء سے مشورہ کرے اور ان علماء کرام کی رائے کو بھی وقعت دے جو سیاسی میدان میں بھی کام کرتے رہے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی ان دینی اور رفاہی اداروں کے سلسلے میں کوئی مؤثر اور مستحکم ضابطہ تیار کرنا چاہیئے جو محض زکوٰۃ اور عشر کی قوت سے چلتے رہے ہیں۔ یہ ادارے اور مدارس دینیہ شاندار دینی و ملی خدمات انجام دے رہے ہیں اگر انہیں کسی قسم کا اضمحلال پیدا ہوا تو یہ بہت بڑا دینی اور قومی نقصان ہوگا۔

درس پروگرام نظام العلماء ضلع لاہور

[illegible]	تاریخ	بروز	بوقت	اسمائے گرامی مدرسین	مقام درس
۱۔ باٹاپور	۲۷ جون	جمعۃ المبارک	بعد نماز عشاء	مولانا محمد اسحٰق صاحب ″ حافظ محمد صاحب	جامع مسجد حسین پورہ (رام پورہ جاگیر) باٹاپور
۲۔ قینچی امرسدھو	۲۸ ″	ہفتہ	″	مولانا مخدوم منظور احمد صاحب ″ محمد اسحٰق صاحب	جامعہ عثمانیہ امرسدھو فیروزپور روڈ
۳۔ قلعہ گجری	۲۹ ″	اتوار	″	″ حمید الرحمٰن صاحب قاضی محمد یونس صاحب	جامع مسجد نورانی قلعہ محمدی
۴۔ بلال گنج	۳۰ ″	سوموار	″	مولانا اللہ داد صدیقی صاحب قاری محمد حنیف عثمانی	نیاز مسجد نزد ٹرانچپل بلال گنج
۵۔ باغبانپورہ	یکم جولائی	منگل	بعد نماز عصر	قاضی محمد یونس صاحب مولانا سیف الدین سیف	جامع مسجد احمد اہلسنت والجماعت باغبانپورہ
۶۔ نولکھا	۲ ″	بدھوار	″	″ حمید الرحمٰن ″ بدیع الزمان	نظامی ہوٹل نولکھا بازار
۷۔ لوہاری	۳ ″	جمعرات	عشا	″ حمید الرحمٰن صاحب ″ شاہ محمد صاحب	جامع مسجد پٹولیاں لوہاری دروازہ
۸۔ شیرانوالہ	۵ ″	ہفتہ	″	قاضی محمد یونس صاحب مولانا اللہ داد صدیقی	مدرسہ قاسم العلوم انجمن خدام الدین شیرانوالہ

اس تمام پروگرام میں مولانا محمد جمیل اجمل بھی انشاء اللہ ساتھ رہیں گے۔

ضروری اطلاع

تمام جماعتی احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ فاضل نصرت العلوم گوجرانوالہ مولانا محمد جمیل اجمل کو نظام العلماء ضلع لاہور کی طرف سے مبلغ مقرر کیا گیا ہے۔ براہ کرم ان سے تعاون فرمائیں اور اپنے یونٹوں میں درس قرآن کا اہتمام کریں۔ مولانا موصوف انشاء اللہ ہر جگہ پہنچ کر درس قرآن دیں گے۔ اس سلسلے میں ان سے اس پتہ پر رابطہ قائم کیا جائے:

امیر نظام العلماء ضلع لاہور
شیرانوالہ گیٹ، لاہور ۸

اکابر اہل سنت

کے علمی لطائف و معارف

ہر چیز کی اصل توحید

ہر سلسلے کو دیکھئے ایک ہی اصل قرار پکڑتا ہے۔ نور آفتاب اگرچہ ہزاروں مکانوں اور ہزار ہا روشندانوں میں جدا جلوہ گر ہے لیکن ان سب متفرق انوار کو اسی ایک آفتاب کے ساتھ رابطہ ہے۔ اعداد کا سلسلہ کو ایک سے الی غیر النھایہ پھیلا ہوا ہے۔ دو کہیں تین کہیں چار کہیں پانچ کہیں بیس کہیں سو کہیں ہزار کہیں اور اس پر کہیں جذر اور کہیں مجذور کہیں حاصل ضرب کہیں مضروب کہیں حاصل قسمت کہیں مقسوم علیہ وغیرہ : لیکن ان سب کی اصل وہی ایک عدد ہے۔ اگر ایک نہ ہو تو یہ سارا سلسلہ اعداد کا نیست و نابود ہو جائے۔ موجوں اور حبابوں کے کارخانوں کو دیکھئے تو سب کی اصل وہی ایک جز ہے۔ آدمی وغیرہ کو دیکھئے تو سب اصل میں جسے انسانیت وغیرہ کہتے ہیں مشترک ہیں۔

(شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ)
(اسلام اور معجزات)

انما الاعمال بالنیات

عمل کی دو حیثیتیں ہیں، ورود عمل۔ صدور عمل۔ جس طرح وحی ورود عمل کا آغاز کرسکتا ہے اسی طرح نیت صدور عمل کا مبداء ہے۔ انسان وحی کی رہنمائی کے بغیر حسن عمل اختیار نہیں کرسکتا اور نہ ہی نیت کے بغیر اچھے اعمال ہو سکتے ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ انما الاعمال بالنیات (تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) والی حدیث کو نیت کی ضرورت و عدم ضرورت سے کوئی تعلق ہی نہیں اور نہ یہ اس بحث میں کوئی فیصل حیثیت رکھتی ہے، بلکہ یہ حدیث درحقیقت اخلاص اور غیر مخلصانہ روش میں فرق کرنے کے لئے آئی ہے۔ اس لئے اچھے اعمال کی بنیاد اگر بری نیت پر ہو تو ان سے اچھے صلے کی امید نہیں کی جا سکتی جیسے یوں سمجھئے کہ ایک شخص شب و روز عبادت کرتا ہے مگر مقصد رضائے خدا نہیں بلکہ ریا ہے، کیا اس کا یہ حسن عمل مقبول عنداللہ ہو گا ؟ کبھی نہیں۔ پس یہ حدیث اعمال کی اقسام انواع پر حاوی ہے۔ اس میں نیت کی ضرورت و عدم ضرورت کی بحثیں و شاخسانے نکالنا نہ صرف دور از کار بلکہ حدیث کی روح کو کچل دینے کے مترادف ہے۔ حدیث کا رخ اس صحیح عمل کی تعریف ہے جس کی بنیادیں حسن نیت پر استوار کی گئی ہوں اور ان نیتوں کو شدید تنبیہ ہے جنہوں نے اپنے کئے کرائے کو صرف فساد نیت پر ضائع کر دیا ہے

اگر ہوں اعمال اپنے اچھے بری نہیں تب یہ زندگانی
فرشتے اعمال نیک والے نکال لیں گے بچا بچا کر

(رئیس المحدثین علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ)
(اجلاس صد سالہ کیلنڈر)

آیات قرآنی کا زبان عربی سے امتیاز

حسن افغانی ایک بزرگ تھے جن کو قرآن پاک کی صرف چند سورتیں یاد تھیں اور کچھ لکھے پڑھے نہیں تھے، خلیفہ تھے حضرت شیخ بہاؤالدین ملتانی قدس سرہ حسن افغانی سے اُمّی ہونے کے باوجود قرآن پاک کی آیت اور عربی زبان کے دوسرے کلام میں امتیاز کرایا کرتے تھے بغیاوی وغیرہ کی کتابیں پڑھ کر ان کا امتحان لیا گیا، مگر یہ کمال تھا کہ فوراً بتا دیا کرتے تھے کہ یہ کلام اللہ شریف کی آیت ہے۔ یہ آیت نہیں ہے عربی عبارت ہے۔

اسی طرح حضرت شیخ عبدالعزیز دباغ کا واقعہ تبریز میں مذکور ہے کہ اُمّی ہونے کے باوجود آیاتِ قرآنی کے علاوہ احادیث مقدسہ کو بھی کلام عرب سے ممتاز کردیا کرتے تھے۔ ان سے دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ کلام الٰہی کے ساتھ میں ایک نور پاتا ہوں جو فرش سے عرش تک ہوتا ہے۔

(شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
مجالس سعید)

باقی صـ11 پر

شاہ بخاری فاضل حقانی

اتحاد اسلامی برائے افغانستان کا قیام

اور حریت پسندوں کے نئے جذبات

سرزمین افغانستان کو روسی جارحیت سے آزاد کرانے کے لئے افغان مجاہدین کی مختلف جماعتوں نے مل کر اتحاد اسلامی برائے آزادی افغانستان کے نام سے ایک منظم جماعت قائم کر کے اعتصام بحبل اللّٰہ کے تقاضوں کو پورا کیا ہے، جبکہ ایک جماعت نے اعتصام بحبل اللّٰہ کے اس قرآنی پیغام کو عملی طور سے مسترد کر کے اپنی ڈیڑھ انچ کی مسجد کو باقاعدہ الگ رکھنے کا اعلان کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب افغان حریت پسند انہیں بے مقصد باغی لیڈر کا نام دے رہے ہیں۔ اس جماعت کا نام "حزب اسلامی" اور اس کے لیڈر انجینئر گلبدین حکمت یار ہیں۔ پوری دنیا کی اسلامی طاقتوں نے مختلف تنظیموں کے اتحاد کو سراہا ہے اور باقاعدہ طور سے ان کی حوصلہ افزائی و تعاون کرنے کا بھی اعلان کیا ہے۔ مجاہدین کے صفوں کو متحد کرنے کے لئے علماء کی ایک منظم جماعت حرکت انقلاب اسلامی کی کوششیں قابل تحسین اور ایک تاریخی کردار ہے۔ اس اتحاد کا قیام پہلے سے ضروری تھا لیکن اس اہم مقصد کے لئے مجاہدین کے بیچ میں مذکورہ باغی جماعت (حزب اسلامی) ہمیشہ کے لئے حائل رہی جس نے ہمیشہ اپنے مفادات کو حفاظت میں رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی اور اتحاد کی بجائے انتشار کے راستے کو پسند کیا۔ بہرحال اب مجاہدین نے افغانستان کو استعمار کے پنجے سے نجات دلانے کے لئے نتیجہ خیز مہم کا آغاز کر لیا ہے۔ اس وقت متحدہ جماعتوں نے استاد سیاف عبدالرسول کو اپنا سربراہ منتخب کیا ہے۔ سیاف عبدالرسول ایک جید فاضل عالم ہیں۔ اپنے آبائی وطن میں دینی درسگاہوں سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد جامعہ ازہر مصر میں داخلہ لے کر وہاں سے شعبہ حدیث میں ایم۔ اے پاس کیا۔ تاریخ ولادت ۱۳۲۳ھ ہے۔ پغمان کے رہنے والے ہیں۔ تعلیمی زندگی کے دوران وہ ابن سینا کالج میں دو سال تک طالب علم رہے۔ ۱۳۳۶ھ میں مدرسہ ابوحنیفہ میں داخلہ لے کر ۱۳۴۲ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔ اس کے بعد تین سال تک فیکلٹی آف شریعت کے طالب علم رہے۔ ۱۳۴۷ھ میں فوج میں شامل ہو کر تربیتی کورس پاس کیا اور اس کے بعد جامعہ ازہر سے ایم۔ اے کر کے شریعت فیکلٹی میں استاد مقرر ہوئے۔ ۱۳۴۵ھ میں سردار داؤد کی حکومت نے گرفتار کر کے چار سال تک جیل میں مقید رکھا۔ وہ اپنے تعلیمی زندگی کے دوران سے اس فکر میں تھے کہ افغانستان میں ایک ایسی تنظیم کا قیام عمل میں لایا جائے جو مسلمانوں کی دینی ملی نمائندگی کرتے ہوئے مسلمانوں کو استعمار سے نجات دلائے۔ آج سے سولہ سال پہلے اس نے ملت اسلامیہ کی آزادی کے لئے فکری تربیتی کوششیں شروع کر دیں۔ افغانستان میں روسی مداخلت کے دوران اس نے باقاعدہ جہاد میں حصہ لینے کا اعلان کیا۔ لیکن وہ مسلمانوں کی مختلف جماعتوں اور تفرقہ بندیوں کا مخالف رہا اور یہی وجہ ہے کہ اپنی زندگی میں انہوں نے علیحدہ جماعت بننے سے گریز کر کے مختلف جماعتوں کو متحد کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ ان جذبات اور جدوجہد کی بنا پر گذشتہ دنوں جب حریت پسندوں کی مختلف جماعتوں نے متحد ہونے کا اعلان کیا تو اس کی صدارت کے لئے صرف ایک ہی غیر متنازعہ شخصیت ہو سکتی تھی جو کہ معروف عالم دین استاد سیاف عبدالرسول کے نام سے مشہور ہے۔ اتحاد اسلامی برائے آزادی افغانستان نے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ وہ جلد ہی افغانستان میں اسلامی حکومت قائم کرنے کا اعلان کریں گے اور اس مہم کے پیش نظر اتحاد کے لیڈروں نے اسلامی دنیا کا دورہ کرنے کا آغاز کیا ہے۔ گذشتہ دنوں حرکت انقلاب اسلامی کے سربراہ اور اتحاد کے راہنما مولانا محمد نبی محمدی نے جشن صد سالہ دارالعلوم دیوبند میں شرکت کرنے کے بعد عرب ممالک کا دورہ شروع کیا ہے اور وہ آج کل اسی سلسلہ میں عرب ممالک میں مقیم ہیں۔ اتحاد کی ایک عظیم جماعت حرکت انقلاب اسلامی نے تو ابتداء ہی سے اسلامی حکومت قائم

رپورٹ: محمد طیب طاہر (الکشمیری)

اسلام اور باطل نظریات

انجمن تعلیم البیان جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵ کا اختتامی انعامی مقابلہ

اجمالی تعارف:

جامعۃ العلوم الاسلامیہ میں طلبہ میں فن تقریر میں مہارت پیدا کرنے کے لئے متعدد تنظیمیں قائم کی جاتی ہیں جیسا کہ انجمن اصلاح المقررین، انجمن اصلاح البیان۔ انجمن سحر البیان اور انجمن اصلاح اللسان وغیرہ۔ انہی تنظیموں کی طرح غیر ملکی طلبہ میں اس فن میں مہارت پیدا کرنے کے لئے انجمن تعلیم البیان معرض وجود میں آئی جس کا ہر جمعہ اجلاس منعقد ہوتا رہا۔ اختتام سال پر انجمن تعلیم البیان کا بھی اختتامی اور انعامی اجلاس منعقد ہوا جس میں دیگر تنظیموں کے نمائندوں نے بھی شرکت کی۔ اس انعامی مقابلہ کا موضوع اسلام اور باطل نظریات سوشلزم وغیرہ رکھا گیا جس کے تحت طلبہ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ یہ اجلاس زیر صدارت استاذ الجامعۃ مولانا قاری مفتاح اللہ صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جناب قاری شفیق الرحمٰن صاحب نے تلاوت کلام پاک فرمائی۔ نعت خواں متعلم عبدالمالک صاحب تھے۔

انجمن کے اغراض و مقاصد

نگران انجمن تعلیم البیان جناب حافظ محمد یونس صاحب نے انجمن کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس اختتامی انعامی مقابلہ کا مقصد شہرت حاصل کرنا ہرگز نہیں اور نہ ہی ہم تشہیر چاہتے ہیں۔ یہ انجمن محض اس لئے معرض وجود میں آئی تاکہ غیر ملکی حضرات جو اردو کے حروف تہجی سے بھی واقف نہیں ان کو اس انجمن کے ذریعے بولنے کا طریقہ سکھایا جائے تاکہ کل وہ جہاں کہیں بھی جائیں لسانی لحاظ سے انہیں کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے۔ اور پھر اس پُر فتن دور میں آئے دن کوئی نہ کوئی فتنہ ضرور جنم لیتا ہے۔ انجمن کے قیام کا ایک مقصد اعلیٰ یہ بھی ہے تاکہ طلبہ میں ان فتنوں کے خلاف جذبہ پیدا کیا جائے اور ہر میدان میں فتنوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔ چنانچہ اسی کمی کو محسوس کرتے ہوئے انجمن تعلیم البیان نے اس اجلاس کے انعقاد کا فیصلہ کیا جس کا مقصد طلبہ کی ذہنی فکر کو اس منڈلاتے ہوئے طوفان کی طرف مبذول کرانا ہے جو آج کل سوشلزم، کمیونزم اور دہریت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

جب ہم نے طلبہ کے اندر اس بات کی کمی محسوس کی تو ہم نے اس اختتامی انعامی اجلاس کا فیصلہ کیا تاکہ طلبہ کی اس مدہوشی کو زائل کیا جا سکے اور طلبہ کے ذہنوں میں ایک فکر پیدا کی جائے تاکہ کل وہ عوام الناس کے سامنے اسلام کو کما حقہٗ ازلی اور ابدی نظام ثابت کر سکیں۔ جیسے کہ اسلام ایک ہمہ گیر مذہب ہے یہ ان ہمہ گیر قوانین اور ضابطہ حیات کا تصور پیش کرتا ہے جو ازلی۔ ابدی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی بھی نظام حیات خواہ وہ سوشلزم یا کمیونزم ہو یا مغرب کی لادین جمہوریت ہو سب نظام باطل ہیں۔

اس کے بعد جناب عبدالمالک صاحب متعلم نے ایک نظم پیش کی جو ان کے اپنے مخصوص انداز میں تھی جس کا مجمع پر اچھا خاصا اثر پڑا، اور پوری فضا نعرۂ تکبیر سے گونج اٹھی۔

اس تقریب میں انجمن اشاعت قرآن و تعلیم کے سیکریٹری جنرل جناب تنظیم حسین صاحب اور حاجی عبداللہ صاحب نے بھی شرکت کی جو حضرت بنوری نور اللہ مرقدہٗ کے بہت قریبی دوست تھے۔ اس تقریب میں حافظ محمد یونس صاحب نگران اعلیٰ انجمن تعلیم البیان نے ایک سپاسنامہ پیش کیا جس میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے دینی اور علمی کارناموں کو مخصوص انداز میں سراہا اور کہا کہ بیرون ممالک میں حضرت مولانا بنوریؒ کی شہرت علمی کی وجہ سے بیرونی ممالک کے طلبہ نے جامعۃ العلوم الاسلامیہ کا رخ کیا اور اپنی پیاس کو بجھایا۔ ایک وہ وقت تھا جبکہ بیرونی ممالک کے طلبہ اردو اور عربی کے حروف تہجی میں تمیز نہیں کر سکتے تھے لیکن خدا کے فضل و کرم سے اور اساتذہ کرام بالخصوص رئیس الجامعۃ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب

کی مشفقانہ اور کامل راہنمائی نے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیے کہ آج اللہ کے فضل سے بیرونی ممالک کے طلباء اس کھوئی ہوئی نعمت کو حاصل کر چکے ہیں اور اس انعامی مقابلہ میں ابھی ابھی آپ کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔ آخر میں مولانا قاری مفتاح اللہ صاحب حاجی عبداللہ صاحب اور جناب تنظیم حسین صاحب کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر انجمن کے اس اجلاس میں شرکت کی۔ بالخصوص مہمان خصوصی جناب مولانا قاری مفتاح اللہ صاحب کا انتہائی عقیدت و احترام کے ساتھ شکریہ ادا کیا گیا جن کی دلی ہمدردیوں کے پیش نظر انجمن سالہا سال سے یہ انعامی مقابلے منعقد کر رہی ہے۔ یہ ان کی کرم نوازی ہے کہ انہوں نے ہماری خاطر اتنی تکلیف برداشت کرتے ہوئے انجمن تعلیم البیان کے اس اجلاس میں شرکت فرما کر اجلاس کی رونق کو دوبالا کیا اور مجمع کو اپنی موجودگی سے باوقار محفل بنایا۔

اس انعامی مقابلہ میں غیر ملکی طلبہ نے بھی انعامی تقریریں کیں اور انعام حاصل کیا۔ علاوہ ازیں دیگر انجمنوں کے سربراہوں نے اس انعامی مقابلہ میں حصہ لیا۔ یہ واحد انجمن ہے جس نے تمام انجمنوں کو ایک پلیٹ فارم پر انعامی مقابلے کی صورت میں اکٹھا کیا۔ یہ شرف اس سے قبل کسی انجمن کو حاصل نہیں ہوا ہے؛ اور اگر اس تنظیم کو جامعہ کی واحد نمائندہ تنظیم کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا اور نہ ہی حقیقت سے روگردانی ہوگی۔

اس اجلاس کے اسٹیج سیکریٹری انجمن تعلیم البیان کے جنرل سکریٹری عبداللہ ہاشمی تھے۔ غیر ملکی طلبہ میں انعامی مقابلہ کی افتتاحی تقریر جناب مولانا عبدالقادر صاحب افریقی نے کی۔ انہوں نے اپنے مختصر سے وقت میں تقویٰ اور بڑوں کے ادب و احترام پر اجمالی روشنی ڈالی۔ مولانا عبدالقادر صاحب نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا جو بنی نوع انسان کی اجتماعی زندگی کی ایک بہت بڑی کڑی ہے اور اجتماعی زندگی کے اصول و ضوابط میں سے ایک اہم اصول اور ضابطۂ حیات ہے۔ یوں سمجھئے کہ دیگر تمام شعبہ ہائے زندگی اس کی شاخیں ہیں۔ اور بتایا کہ بنی نوع انسان کی کامیابی کا راز اللہ تعالیٰ نے تقویٰ میں پنہاں رکھا ہے۔ آج بھی اگر اس گئے گذرے دور میں بنی نوع انسان اس اصول کو اپنائیں تو یہ بعید نہیں کہ وہ ایک بہت بڑی طاقت بن کر ابھر سکتے ہیں۔ بقول شاعر ؎

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

بعدازاں مولانا عبدالقادر صاحب نے ادب و احترام پر روشنی ڈالی۔ اس اجمالی روشنی میں مولانا نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے اور اس بعثت مشعل کی ایک قندیل ادب ہے جیسے فرمایا

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق

اور مکارم اخلاق کا ایک اہم جز ادب و احترام ہے۔

دوسرے مقرر جناب مولانا عبداللہ ہاشمی سیکریٹری جنرل انجمن تعلیم البیان تھے۔ انہوں نے اپنے بیان میں قرآن پاک اور دیگر کتب سماویہ میں فرق بیان کیا اور مذہب اسلام اور دیگر مذاہب کا تقابلی جائزہ پیش کیا اور کہا کہ قرآن پاک وہ واحد کتاب ہے جس نے انسان کے ماضی، حال، مستقبل کے منشور اور دستور حیات کو اپنے اندر سمیٹے رکھا ہے اور ماضی، حال، مستقبل میں بنی نوع انسان کی بیک وقت راہنمائی کرنے والی واحد کتاب قرآن پاک ہے اور اسلام ایک ایسا نظام حیات ہے جس نے دنیا کے دیگر تمام نظاموں کو پس پشت ڈال کر اپنی برتری کھائی ہے اور اس جیسا دیگر کوئی بھی مکمل ضابطۂ حیات نہیں ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا:

الیوم اکملت لکم دینکم
واتممت علیکم نعمتی
ورضیت لکم الاسلام دینا

جس نظام اور دستور حیات کو اللہ تعالیٰ نے مکمل اور اکمل کہا ہے اسے دنیا کی کوئی طاقت نامکمل ثابت نہیں کر سکتی مگر کاش کہ مسلمانوں نے اس نظام کو چھوڑ کر باطل نظام کو اپنایا نہ ہوتا جو مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

آج ہم مغرب کے غلام بن کر رہ گئے اور مغرب کی تہذیب نے ہمیں اس طرح کچلا کہ جیسے گاجر مولی کو کاٹا جاتا ہے۔ آج پورے عالم میں مسلمان تباہی اور بربادی کا شکار ہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ اسلام کے نظام حیات سے روگردانی ہے۔

تیسرے مقرر نگران اعلیٰ انجمن تعلیم البیان حافظ محمد یونس صاحب تھے جن کا موضوع اسلام کا مفہوم تھا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام اعمال اخلاق اور اعتقادیات کے مجموعے کا نام ہے۔ اگر ایک آدمی مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو دعویٰ کا اثبات اس کے اعمال سے ہوگا۔ اگر اس کے اعمال قرآن و حدیث کے مطابق ہونگے تو اسے مسلمان گردانا جائے گا۔ اب جب یہ اعمال کو اختیار کرتا ہے تو ایسے ہی اس پر لازم ہے کہ وہ اعمال کے ساتھ ساتھ معاملات میں بھی اسلام کی رہنمائی میں کام کرے، اور پھر اعمال، عبادات کے ساتھ ساتھ اسلامی معاشیات اور معاشرت کو اپنائے۔ انہوں نے اس پر زور دے کر کہا جب تک ہم اسلام کو مکمل ضابطۂ حیات کی شکل میں نہ اپنائیں گے اس وقت تک ہم دنیا میں سرخرو نہیں ہو سکتے۔

مولانا نے کہا برادران محترم آپ جانتے ہیں کہ آج پوری دنیا اس بات کی کوشش میں ہے کہ دنیا سے جرائم کا ارتکاب ختم ہو جائے مگر معاملہ اس کے برعکس چل رہا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ دن بدن جرائم میں اضافہ ہی ہو رہا ہے اور کمی کا تو نام و نشان نہیں۔ جرائم کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی مل رہی ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے۔ جہاں تک انسان کی فہم و فراست کام کرتی ہے اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس کی وجہ محض اور محض یہ ہے کہ انسان نے خدا تعالیٰ

کے نازل کردہ قانون سے روگردانی کی اور اس کا ثمرہ اسے یہ ملا کہ انسان کو فتنوں اور فسادات جرائم میں مبتلا ہونا پڑا۔

آج پوری دنیا سب سے خبیث تر حرکت یعنی زنا کی وجہ سے پریشان ہے اور اس کو ختم کرنے میں کوشاں ہے مگر اس کا ازالہ تو دور رہا اس میں دن بدن اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ اس کا علاج اسلام نے پردہ کی صورت میں پیش کیا اور اس طرح اس کا سدباب کیا مگر عورتوں نے پردہ کو معیوب جانا، اور آج کے دانشوروں اور موجودہ ترقی پسندوں نے اس کو دقیانوسی اور رجعت پسند مذہب قرار دیا۔ اور اسلام نے تو عورت کو ایک مقام عالی بخشا تھا مگر ان عقل کے اندھوں نے عورت کو بازارِ حسن کا کھلونا بنا کر رکھ دیا اور یہی وہ وجہ ہے جس کی بنا پر آج شریف گھرانے اپنی عصمت عزت اور آبرو کی فکر میں ہیں۔

ایسے ہی ان لوگوں نے آجکل غریب پروری کا ڈھونگ رچا رکھا ہے مگر آپ نے دیکھا کہ انہی لوگوں نے غریب اور مزدور کی کھال کو اس طرح نوچا جس طرح کہ جنگلی درندہ اپنے شکار کو نوچتا ہے آج غریب اور مزدور دربدر کے دھکے کھا رہے ہیں مگر اسلام نے تو مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے قبل ادا کرنے کا حکم دیا تھا، مگر ان درندہ صفت انسانوں نے اس نظام کو قابل عمل نہ سمجھ کر انسان کے خون سے اپنی پیاس بجھائی۔ آج مزدور کے خون پسینہ کی کمائی کو سرمایہ دار جاگیردار اور لیڈر سے استعمال کر رہے ہیں جو ان کے ہمدرد اور شفیق محب ہونے کا دعوٰی کرتے ہیں۔ ایسے حالات میں اس سیلاب کی موجوں کو روکنے والا اگر دنیا میں کوئی نظام ہے تو وہ صرف اور صرف اسلام کا عادلانہ نظام ہے جس نے انسان کو انسانی حشرات الارض کو تحفظ اور امن کی ضمانت دی اور ظلم و جبر کی جڑ کو اکھاڑا۔ مگر آج کی اس ترقی پذیر دنیا میں اسلام کے عادلانہ نظام کو رجعت پسند اور دقیانوسی نظام کہا جا رہا ہے اور ہر طرح سے اس نظام کو پامال کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

آج اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے مرد مجاہد پیدا کیے جائیں جو اپنے قول و فعل سے یہ ثابت کریں کہ اسلام ایک عادلانہ نظام حیات ہے اور اس کمی کو دور کرنے کے لیے سب سے بڑا ہتھیار زبان ہے جب تک ہم عوام الناس کو اپنی تقاریر اور بیانات سے اس پر مطلع نہ کریں گے تب تک ہم اس میدان میں کامیابی اور کامرانی حاصل نہیں کر سکتے۔

چوتھے مقرر جناب مولانا عبدالرؤف صاحب تھے جن کی تقریر کا موضوع تخلیق انسانیت تھا مولانا نے کہا کہ اللہ تعالٰے نے انسان کو تخلیق فرمایا۔ اب یہ تخلیق کس لیے تھی اور اس کا مقصد کیا تھا۔ آیا اس کا مقصد کھانا پینا اور چلنا پھرنا ہے یا کوئی اور ہے۔ اگر تخلیق انسانی کا مقصد چلنا پھرنا یا کھانا پینا ہوتا تو اس کے لئے حیوانات جو بدرجہا کھاتے پیتے ہیں وہی کافی تھے۔ اگر ان کی مقدار میں کچھ کمی ہوتی تو ان کی تعداد بھی بڑھائی جا سکتی تھی۔ تو معلوم ہوا کہ انسان کی تخلیق کا مقصد کھانا پینا اور کشت و خونریزی نہیں بلکہ اس کا ایک خاص مقصد ہے۔ اس مقصد کو اللہ تعالٰے نے قرآن پاک میں ان الفاظ سے ظاہر کیا ہے:

وماخلقت الجن والانس الا
لیعبدون۔

تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ انسان کی تخلیق کا مقصد کھانا پینا اور دیگر بنیادی امور نہیں بلکہ اس کا ایک خاص مقصدِ حیات ہے جو عبادت ہے۔ فرمایا کہ ہم نے جنوں اور انسانوں کو نہیں پیدا کیا مگر عبادت کے لئے۔ تو جب تک ہم عبادت کے ذریعہ اپنے اعمال صالحہ میں اضافہ نہ کریں گے تب تک ہمارا کوئی مقصد حیات نہیں۔ اگر ہم نے زبان سے لاالٰہ پڑھ لیا تو اس کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ ہم سچے اور پکے مؤمن بن گئے بلکہ لا الٰہ الا اللّٰہ تو عنوان ہے۔ اس عنوان کے تحت مال، قول، فعل تمام عبادات آ جاتی ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم علم کے ساتھ ساتھ عمل میں بھی وسعت پیدا کریں۔ اور ہمیں لوگوں کے لئے عملی نمونہ بننا چاہیئے تاکہ ہمارا مقصدِ حیات زندہ ہو سکے ؎

زباں سے کہہ بھی دیا لاالٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

اس انعامی مقابلہ کے بعد جو غیر ملکی طلبہ کا آپس میں مقابلہ تھا ایک عام انعامی مقابلہ شروع ہوا جس میں تمام انجمنوں کے نمائندوں نے خطاب کیا جن کے پیش نظر یہ موضوع تھا، اسلام اور باطل نظریات۔

سب سے پہلے انجمن اصلاح المقررین کے صدر جناب مولانا محمد سعید اللہ صاحب نے تقریر کی اور انہوں نے اپنی تقریر کا آغاز قرآن پاک کی اس آیت سے کیا:

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا۔ الخ

مولانا نے اپنی تقریر میں کہا کہ آجکل جو نظریات اسلام سے ٹکراتے ہیں ان میں سب سے بڑا فتنہ سوشلزم ہے اور سوشلزم کا معنٰے اشتراکیت ہے اور اشتراکیت بھی ان چیزوں میں ہے جن کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے یعنی زن، زر، زمین مشترک ہے۔ سوشلزم نے دو طریقے رائج کئے جو بالکل غلط اور بیکار ہیں۔ اسلام نے اعتقادات کی تعلیم دی مگر سوشلزم میں بنیادی طور پر اس کا نام و نشان ہی نہیں ہے بلکہ ذات خداوندی سے بھی انکار ہے۔ اسلام نے اخلاق کی تعلیم دی اور صبر کی تلقین کی و استعینو بالصبر والصلوٰۃ۔ اس کے علاوہ اسلام نے تیمارداری کی تعلیم دی اور آپس میں رشتۂ اخوۃ کو قائم کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام حق ہے اور دیگر تمام مذاہب، نظریات کی بنیاد باطل پر ہے۔

اس کے بعد جناب سٹیج سکریٹری صاحب نے انجمن اصلاح البیان کے صدر جناب مولانا عبدالمالک صاحب کو اسٹیج پر آنے کی دعوت دی۔ مولانا عبدالمالک صاحب نے اپنی تقریر کا آغاز قرآن کی سورۃ عصر سے کیا۔ والعصر

ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصٰلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر ۝

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

مولانا عبدالمالک صاحب نے کہا۔ اللہ کی حاکمیت کو قائم کرنے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے میدان میں پتھر کھائے احد کے میدان میں دندان مبارک شہید کروا دیے سوشلزم چونکہ ایک ذہنی اختراع تھا اس لئے اس نظام کو دنیا کے ہر شخص نے جو بھی عقل کی تھوڑی سی بُو رکھتا تھا اس نے اس نظام کو درندہ صفت انسانوں کا نظام کہا اور ملعون نظام سمجھا۔ آج اس بات کی ضرورت ہے جبکہ سوشلزم ہمارے سروں پر منڈلا رہا ہے کہ ہم اپنے اندر وہ صلاحیت پیدا کریں جس سے ہم ہر میدان میں سوشلزم کا مقابلہ کر سکیں اور نظام اسلام کو رائج کر سکیں۔ اور اس کی خاطر ہم ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔

اس کے بعد جناب سٹیج سکریٹری صاحب نے انجمن تعلیم البیان کے صدر جناب مولانا محمد امین صاحب کو دعوت خطاب دی۔ مولانا محمد امین صاحب نے روایتاً اور درایتاً سوشلزم کو باطل نظام ثابت کیا۔ مولانا کی تقریر نے پورے مجمع کو دنگ کر کے رکھ دیا۔ ہر طرف سے نعرہ ہائے تحسین کی آواز آرہی تھی۔ مولانا نے قرآن پاک کی آیت ومن یبتغ غیر الاسلام دینا۔۔۔ اور کہا کہ یہ لوگ جو اندر سے منافق ہیں۔ مسلمان معاشرہ میں رہتے ہیں مسلمانوں سے نکاح، دیگر معاملات کرتے ہیں۔ دلوں میں سوشلزم اور دیگر ازم کی محبت رکھتے ہیں یہی تو منافق ہیں۔ مولانا نے کہا اس سوشلزم کی بنیاد ایک انسانی ذہن کا اختراع ہے اور اس نظام کو نافذ کرنے کے لیے ہزاروں جانیں قربان کر دی گئیں۔ ہزاروں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی مگر یہ لعنتی نظام نہ چل سکے۔ مولانا نے حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کی کتب اور دیگر متعدد کتب کے حوالے دیتے ہوئے کہا کہ یہ نظام باطل ہے اور یہ نہیں چل سکتا۔ چنانچہ جنگ آزادی کے وقت جنگ پر یہ لوگ موت کے منہ میں پہنچنے والے تھے تو انہوں نے اعلان کیا کہ ہر شخص اپنے مذہب کے مطابق دعا کرے تاکہ یہ لوگ ہم پر غالب نہ ہو سکیں۔ جب غیروں نے ڈنڈا دکھایا تو ان کو بھی خدا یاد آیا۔

مولانا موصوف نے دلائل سے ثابت کیا کہ اسلام ایک ابدی، ازلی نظام ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی نظام ہو وہ باطل ہے اور ان کے مقابلہ میں نہیں چل سکتا اور نہ ہی اسے چلنے دیا جائے گا۔ جس نظام کی بنیاد قتل و غارت گری ہو وہ کیسے پایہ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔

اس کے بعد سٹیج سیکریٹری صاحب نے انجمن اصلاح البیان کے صدر جناب مولانا محمد شفیق صاحب کو جو اس انعامی مقابلہ کے آخری مقرر تھے، دعوت تبلیغ دی۔ مولانا محمد شفیق صاحب نے پُر وقار اور مہذب طریقہ سے اسلام اور سوشلزم کا تقابلی جائزہ پیش کیا۔ مولانا نے کہا کوئی بھی فتنہ کھڑا ہوا یا ہو گا اس کا محرک یا تو یہودی ہو گا یا نصرانی ہو گا۔ سوشلزم کی بنیاد ایسے لوگوں نے رکھی جو سرمایہ داری کے نظام سے تنگ آچکے تھے اور انہیں کھانے پینے کے لئے اچھی طرح کوئی چیز میسر نہ آتی تھی، مگر حقیقت کے رُو سے دیکھا جائے تو سرمایہ داری کوئی عیب نہیں بشرطیکہ اس سے اسلام کے پورے پورے حقوق ادا کیے جائیں، لیکن ان لوگوں نے سرمایہ داری کے خاتمے کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے نظام عدل، انصاف کو پامال کرنے کی ناپاک کوشش کی مگر اس کا محافظ وہی ہے جس نے اس کو اتارا جس کی وجہ سے یہ لوگ خاطر خواہ کامیابی حاصل کرنے کے بجائے ذلیل اور رسوا ہوئے۔ چونکہ اسلام کا تعلق وحی سے ہے اور سوشلزم کا تعلق عقل سے ہے اور یہ ایک ذہنی اختراع ہے جو کبھی بھی حقیقت پر مبنی نہیں ہو سکتا۔ سوشلزم کے بانی نے کہا کہ مادہ فنا ہے اور مادہ کی کوئی حقیقت نہیں، سب سے پہلے تو اس نے اپنے وجود کا انکار کیا اور کہا کہ جو کچھ بھی ہے وہ عقل ہی عقل ہے اور انسان کا دماغ ہے لیکن ہم عقل کی روشنی میں بھی اسلام کو برحق اور نظام حیات ثابت کر سکتے ہیں۔ اب جو نظام وحی الٰہی کا حامل ہو اس کا مقابلہ ایک ایسا نظام کس طرح کر سکتا ہے جس کو ایک حقیر انسان کی عقل نے جنم دیا ہو۔ مولانا نے زور دار الفاظ میں کہا کہ اسلام ہی ایک واحد اور تنہا نظام ہے جس پر تمام کائنات عمل پیرا ہو سکتی ہے۔ آج کے اس دور میں اگر آپ حفاظت دین چاہتے ہیں تو ایسے باطل نظریوں کا تدارک کیجیے اور کسی نے کہا کہ اگر پروانے کی جان کی خیر چاہتے ہو تو مکھی کو باغ میں مت جانے دو

مگس کو باغ میں جانے نہ دینا
کہ ناحق خون پروانے کا ہو گا

میں اپنے ہم مکتب ساتھیوں سے گذارش کرتا ہوں کہ وہ ان باطل نظریات کو ختم کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔

بعدازاں جناب تنظیم حسین صاحب نے انجمن تعلیم البیان کی خدمات کو سراہا اور تمام مقررین کو مبارکباد پیش کی۔ اس کے بعد جناب حاجی عبداللہ صاحب نے مقررین میں انعامات تقسیم کئے۔ غیر ملکی مقررین میں حافظ محمد یونس صاحب اوّل آئے اور انعام حاصل کیا۔

دوسرے انعامی مقابلہ میں جو اسلام اور باطل نظریات کی صورت میں تھا انجمن تعلیم البیان کے صدر جناب مولانا محمد امین صاحب نے اوّل پوزیشن حاصل کی اور پہلا انعام لیا۔ دوسرے نمبر پر انجمن اصلاح البیان کے مولانا عبدالمالک صاحب ہزاروی تھے اور تیسرا انعام حاصل کرنے والے انجمن اصلاح اللسان کے مولانا محمد شفیق صاحب تھے اور چوتھا نمبر جناب مولانا صوفی سعید اللہ صاحب صدر انجمن اصلاح المقررین کا تھا جنہوں نے چوتھا انعام حاصل

کیا۔

اس کے بعد جناب مولانا قاری مفتاح اللہ صاحب' صدر جلسہ مہمان خصوصی نے اپنے عالمانہ انداز میں طلبہ کو خطاب کیا اور کہا کہ میں اس تقریب میں شرکت کر کے بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں اور تمام مقررین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے دلائل کے ساتھ اسلام، سوشلزم کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے اور میں نے مقررین کو امید سے بڑھ کر پایا اور آئندہ بھی ہم طلبہ سے ایسی ہی توقعات وابستہ کئے ہوئے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ طلبہ کرام آئندہ اس سے بڑھ کر جوش اور جذبہ کے ساتھ اور تحقیقی لحاظ سے اپنے اندر بولنے کی صلاحیت پیدا کریں گے۔

مولانا نے فرمایا کہ اسلام نے سرمایہ داری کی گنجائش رکھی ہے مگر سرمایہ دار ہوں تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جیسے ہوں جنہوں نے اپنے تمام سرمایہ کو اسلام کی خاطر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کیا اور ہر ضرورت کے موقع پر حضرت عثمان غنی ذوالنورین نے اپنے آپ کو پیش کیا۔

مہمان خصوصی نے فرمایا کہ سرمایہ داری ایک سمندر ہے جس میں انسان تیرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بقول مولانا روم کے:

کہ کشتی کی بقا اور سلامتی اس وقت ہے جب تک کہ کشتی دریا کے اوپر ہو اور وہی دریا اس کی سلامتی کا باعث ہے لیکن اگر وہی دریا اس کشتی میں داخل ہو جائے تو کشتی کی ہلاکت کا باعث بن جاتا ہے۔

ایسے ہی سرمایہ داری بھی ہے جب تک انسان اس کے اوپر رہتا ہے تو وہ صحیح اور سلامت رہتا ہے اور یہی مال اس کی بقا ہوتی ہے مگر جب یہ مال اس کے اندر چلا آتا ہے تو یہی اس کی ہلاکت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اس لئے اسلام نے ایسا اصول وضوابط وضع کئے کہ انسان مال کو حاصل تو کرے مگر اس کی محبت اس کے دل میں نہ آنے پائے۔ اگر محبت اس کے دل میں آجائے گی تو بس سمجھ لیجئے یہ اس کی ہلاکت کا سامان اولین ہو۔

مولانا نے اس موقع پر فرمایا کہ طلبہ کو اپنے اندر بولنے کی صلاحیت پیدا کرنی چاہیئے اور ہر باطل فرقے کے تدارک کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھنا چاہیئے۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس تقریب میں شرکت کا موقع دیا جس میں شامل ہو کر مجھے انتہائی خوشی اور مسرت ہوتی ہے۔ ہماری دلی ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں۔ انشاء اللہ جہاں کہیں بھی ضرورت پڑی تو ہم آپ کے ساتھ ہوں گے اور ہماری دعائیں بھی آپ کے ساتھ ہیں۔

آخر میں جناب حاجی عبداللہ صاحب نے دعائے خیر کی اور یوں یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

اس موقع پر انجمن تعلیم البیان نے ایک دعوت کا بھی انتظام کیا ہوا تھا جس کے لئے مدعوین کو پہلے ہی دعوت نامے جاری کر دیئے گئے تھے۔ اس کا انتظام زیر نگرانی حافظ عبدالصمد کیا گیا تھا، جو بخیر و خوبی سرانجام پایا اور اختتامی تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

اب تو جاتے ہیں میکدے سے میر
پھر ملیں گے اگر خدا لایا

بقیہ: اکابر اہل سنت....

صفت ایازی

میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ محمود بننا مشکل نہیں ایاز بننا مشکل ہے۔ اپنی ایازی صفت کو قائم رکھئے۔ (یعنی اطاعت خدمت اور کسر نفسی انسان کو زندگی کی اعلیٰ مدارج پر پہنچا دیتا ہے)۔

(مولانا سید سلیمان ندویؒ)

بنام مولانا مسعود عالم ندویؒ

علماء دیوبند کی مقبولیت عند اللہ

نظام شمسی کی طرح نظام انسانی کے بھی مرکز محور ہیں مگر تم کو ان کا حال نہیں معلوم۔ تم کو اجرام سماویہ کا مرکز معلوم کرنے میں جب ہزاروں برس لگ گئے تو نہیں معلوم عالم انسانیت کے نظام مراکز کے کشف کے لئے کتنا زمانہ درکار ہوگا۔ تاہم اتنا معلوم رہے کہ ہر دور میں خدا کے چند بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا وجود ستاروں کے مرکز شمسی کی طرح تمام انسانوں کا مرکز محبت اور کعبہ ہدایت ہوتا ہے اور جس طرح نظام شمسی کا ہر متحرک ستارہ صرف اس لئے ہے کہ کعبۂ شمس کا طواف کرے، اس طرح انسانوں کے گروہ اور آبادیوں کے ہجوم بھی صرف اس لئے ہوتے ہیں کہ اس مرکز انسانیت اور کعبہ ہدایت کا طواف کریں۔ زمین والوں پر ہی موقوف نہیں آسمانوں میں صرف انہی کے کاموں کی پکار ہوتی ہے۔

(امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ "تذکرہ")

انابت وتقویٰ

امام المحدثین مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ ایک دفعہ بذریعہ ٹرین مظفر گڑھ مولانا محمد انوری کی معیت میں جا رہے تھے۔ ملتان چھاؤنی کے اسٹیشن پر فجر کی نماز سے قبل حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ گاڑی کے انتظار میں تشریف فرما تھے۔ ارد گرد خدام کا مجمع تھا۔ ریلوے کے ایک ہندو بابو لیمپ ہاتھ میں لئے جا رہے تھے۔

حضرت شاہ صاحب کا منور چہرہ دیکھ کر سامنے کھڑے ہوگئے اور زار و قطار رونے لگے اور پھر یہ زیارت ہی ان کے ایمان کا ذریعہ بن گئی۔ وہ کہتے تھے کہ ان بزرگوں کا روشن چہرہ دیکھ کر مجھے یقین ہوگیا کہ اسلام سچا دین ہے۔ اکابر دیوبند سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود کی مثال بن گئے تھے۔

عابد کے یقین سے روشن ہے سادات کا سچا صاف عمل
آنکھوں نے کہاں دیکھا ہوگا اخلاص کا ایسا تاج محل

(مولانا محمد انوری: انوار انوری)

جو کی روٹی کھانا
اور کھلے میدان میں سو رہنا مرنے
کے لئے بس ہے۔

عبد القادر انور
فاضل رشیدی پتوکی

تجاویز منظور کردہ اجلاس صد سالہ دار العلوم دیوبند

منعقدہ ۲۱ تا ۲۳ مارچ سنہ ۱۹۸۰ء

یہ عظیم الشان اجلاس، دارالعلوم دیوبند کی ناقابلِ فراموش تاریخ ساز اور غیر معمولی خدمات کا اعتراف کرتا ہے جو اس نے ایک صدی سے زیادہ عرصہ میں انجام دی ہیں۔ دارالعلوم نے دشواریوں، ناموافق حالات، انگریزوں کی مخالفت اور مالی بے سروسامانی کے باوجود علم و تحقیق، دعوت و طریقت اور علوم و فنون کے مختلف گوشوں کے لئے ایسے افراد تیار کئے جن کی نظیر مشکل سے ملے گی۔

دارالعلوم دیوبند نے علماء، اہل علم، دانشور اور عوام کے ہر ایک طبقہ کو متاثر کیا ہے اور ان میں دین کا درد و تڑپ، اصلاح نفس اور اصلاح معاشرہ کا جذبہ اور عقیدۂ صحیحہ کے قبول کرنے اور اس کے پھیلانے کا حوصلہ دیا ہے۔ اس اجلاس میں لاکھوں انسانوں کا وجود دراصل دارالعلوم کے لئے قابلِ قدر خراج تحسین اور اس سے محبت و تعلق اور اس کے غیر معمولی عوامی رابطہ کا ناقابلِ انکار ثبوت ہے۔ یہ اجلاس محسوس کرتا ہے کہ ہندو پاکستان، بنگلہ دیش سے ہزاروں کی تعداد میں علماء کی تشریف آوری دراصل برصغیر میں دارالعلوم دیوبند کی خدمت کی وسعت کا پتہ دیتی ہے اور یہ یقین ہوتا ہے کہ سو سال میں دارالعلوم نے غیر معمولی طور پر پورے خلوص و اعتماد علم اور آگہی کے ساتھ برصغیر میں دین کی اشاعت اور عقیدہ صحیحہ کی ترویج کی بے نظیر خدمت انجام دی ہے اور علوم و فنون کے تمام حصوں کو متاثر کیا ہے۔

یہ عظیم الشان تاریخی اجلاس دارالعلوم کی عظیم خدمات اس کے ابنائے قدیم فضلاء، اس کے اساتذہ کی خدمت پر خراج تحسین پیش کرتا ہے اور ان مرحوم علماء، اساتذہ اور بانیوں کو پورے احترام کے ساتھ خراج عقیدت پیش کرتا ہے، جنہوں نے اس گلشن علم و دین کی آبیاری کی ہے اور یہ اجلاس یقین رکھتا ہے کہ دارالعلوم کی موجودہ نسل ماضی کی شاندار روایات کی صحیح نمائندہ اور علمی ترجمان ثابت ہوگی اور ملت اسلامیہ کی ہمہ جہت خدمات انجام دیتی رہے گی۔

یہ اجلاس محسوس کرتا ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ پورے عالم میں اسلام کی دعوت، دنیا کو درپیش جدید مسائل کے حل اور کلمۃ اللہ کی سربلندی کے لئے جدوجہد کے وسیع میدان میں ایسے علماء کی شدید ضرورت ہے جو علوم نبوی میں مہارت کے ساتھ سائنس ٹکنالوجی کے ارتقا اور بدلی ہوئی تہذیبی، اخلاقی اور معاشی قدروں نیز موجودہ دور کی مشکلات پر گہری نظر رکھتے ہوئے ایمان قوی، عزم راسخ اور فکر مندی کے ساتھ آنے والی صدی میں امت کی علمی، دینی اور اجتماعی قیادت کا فریضہ انجام دے سکیں۔ یہ اجلاس مندرجہ بالا مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے یہ تجویز کرتا ہے کہ:

(الف) دارالعلوم دیوبند اپنے ایک شعبہ کی حیثیت سے کلیۃ الدعوۃ والارشاد کا قیام عمل میں لائے، جس کا مقصد مناسب مدت کے نصاب تعلیم کے ذریعہ ایسے افراد کا تیار کرنا ہو جو مذاہب قدیمہ، افکار جدیدہ اور تحریکات حاضرہ کے تقابلی مطالعہ کی روشنی میں مثبت طور پر دنیا کو بتا سکیں کہ آنے والی صدی کا مذہب اور انسانوں کو نجات سے ہمکنار کرنے والا نظام زندگی "اسلام" ہی ہو سکتا ہے۔

ب: دارالعلوم اپنی دعوتی اور خدماتی حیثیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہندوستان کے مختلف حصوں میں اسلام کی دعوت کے مراکز قائم کرے جہاں دارالعلوم کے ان فضلاء کے ذریعے جنہوں نے دعوت و ارشاد میں تخصص حاصل کیا ہے، دعوتِ اسلام کا کام لیا جائے اور مسلم آبادی کی زندگی کو منہاج اسلام پر قائم کرنے کے لئے اصلاح و تبلیغ اور تدریس و افتاء کی خدمت لی جائے۔

ج دارالعلوم دیوبند موجودہ بدلے ہوئے حالات میں انسانی زندگی پر فقہ اسلامی کی تطبیق اور جدید مسائل کو شرع اسلامی کی روشنی میں حل کرنے کی

صلاحیت پیدا کرنے کے لئے فقہ اسلامی میں تخصص کا ایسا شعبہ قائم کرے جہاں فقہ اسلامی، مصادرِ قانون، اصولِ فقہ، فلسفۂ قانون، قواعد و کلیاتِ دین اور مختلف ائمہ کے مناہجِ استنباط کے تقابلی مطالعہ کا اہتمام ہو۔

دارالعلوم اپنے زیرِ نگرانی ایسا تحقیقاتی و تصنیفی ادارہ قائم کرے جو موجودہ دور کی مختلف تحریکات، عہدِ حاضر میں پیدا ہونے والے سوالات اور سیاسی و معاشی نظریات کا جائزہ لے، اور اس طرح کے علمی، تاریخی، فقہی، سیاسی و معاشی موضوعات پر تحقیق و ریسرچ کرے اور ان تحقیقات کے نتائج کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔

یہ اجلاس محسوس کرتا ہے کہ آج دعوت و ارشاد کے میدان میں صحیح خطوط پر تیار کئے جانے والے ایسے لٹریچر کی شدید ضرورت ہے جس میں حکمتِ دعوت کی رعایت کی گئی ہو اور ساتھ ہی وہ اسالیبِ بیان اختیار کئے گئے ہوں جو عصرِ حاضر میں سمجھے جانے والے ہیں۔ نیز یہ اجلاس محسوس کرتا ہے کہ اکابر علماء ہند کے علوم اور ان کی علمی تحقیقات پر پوری دنیا کے علماء کا حق ہے۔ ان علوم کو دوسری زبان میں منتقل کرنا بڑی دینی خدمت ہے، ساتھ ہی دنیا کے مختلف حصوں میں جو اسلامی کتابیں شائع ہو رہی ہیں انہیں اردو زبان میں منتقل کرنا قابلِ قدر خدمت ہوگی۔ اس لئے یہ اجلاس طے کرتا ہے کہ ان مقاصد کے پیشِ نظر دارالعلوم اپنے زیرِ اہتمام ایسا وسیع دارالاشاعت قائم کرے جو اردو، عربی، انگریزی اور ملک کی علاقائی اور دنیا کی مختلف زبانوں میں اہم موضوعات پر کتابیں شائع کرے۔

دارالعلوم دیوبند کا یہ عظیم الشان صد سالہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ یونیورسٹیوں کے ایسے گریجویٹ طلبہ کے لئے جو دینی ذوق رکھتے ہوں اور جنہوں نے عربی یا دینیات میں ایم۔ اے کیا ہو ان کے لئے دارالعلوم میں دینیات کے خصوصی شعبہ کا انتظام کیا جائے جس کے ذریعہ ان طلبہ کو عربی، عربی ادب، فقہ، فقہ اصول، علم کلام اور حدیث و تفسیر کی تعلیم دی جائے، اور ان کو علومِ دینیہ میں بصیرت پیدا کرائی جائے۔ اچھی صحبتوں اور صلحاء کی مجلسوں کے ذریعہ ان کے دل و دماغ کو پاکیزہ کیا جائے تاکہ دنیا کے مختلف ملکوں میں وہ تبلیغِ اسلام کا فریضہ ادا کر سکیں۔

اس امرِ واقعہ کے پیشِ نظر کہ اس وقت تربیت یافتہ مدرسین و اساتذہ کی بڑی کمی ہے، اگرچہ آج بھی ہمارے مدارس سے ذہین و باصلاحیت طلبہ ہر سال فارغ ہو رہے ہیں لیکن تربیت اور علمی ماحول سے محرومی کے باعث یہ صلاحیتیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ دوسری طرف ہمارے قدیم اساتذہ کی مسندیں خالی ہوتی جا رہی ہیں۔ ان حالات میں اجلاس ضروری سمجھتا ہے کہ دارالعلوم اپنے زیرِ اہتمام "کلیة التربیة" قائم کرے جس میں باصلاحیت فضلاء کی تربیت کا علمی و عملی انتظام ہو جس میں اصولِ تعلیم، نفسیاتِ تعلیم، ترقی یافتہ طریقۂ تعلیم سے انہیں آشنا کیا جائے۔ اس طرح یقین ہے کہ مستقبل قریب میں اس خلا کو پُر کیا جا سکے گا اور مدارسِ دینیہ عربیہ کو اچھے کامیاب اساتذہ مل سکیں گے۔

یہ اجلاس ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے مدارسِ اسلامیہ کی عظیم الشان خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اس کا اظہار کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہے کہ مدارس کی بے ربطی اور باہمی تنظیم کے فقدان کی وجہ سے ان کی افادیت میں کمی آتی جا رہی ہے۔

علی العموم نہ مدارس کے درمیان کوئی رابطہ ہے نہ نصابِ تعلیم میں یکسانیت نہ امتحانات کا مربوط نظام ہے جس کے نتیجہ میں تعلیمی معیار پست سے پست تر ہوتا جا رہا ہے۔ انہی مدارس سے دارالعلوم کو غذا ملتی ہے، اس لئے ان مدارس کے انحطاط کا اثر دارالعلوم کے معیارِ تعلیم پر بھی پڑنا ناگزیر ہے۔ اس لئے یہ اجلاس ضروری سمجھتا ہے کہ مدارسِ اسلامیہ کی تنظیم کی جائے اور دارالعلوم دیوبند کی نگرانی مدارسِ اسلامیہ کا ایسا وفاق تیار کیا جائے جو نصابِ تعلیم کی اصلاح و یکسانیت، امتحانات کی تنظیم، تعلیم کی نگرانی اور طلباء کے علمی و ذہنی نشو و نما کے لئے مفید اور ضروری قدم اٹھائے۔

دارالعلوم کا یہ عظیم الشان اجلاس تجویز کرتا ہے کہ دارالعلوم کے ثمرات اور اکابرِ دارالعلوم کی برکات کو وسعت دینے کے لئے فضلاء دارالعلوم کی تنظیم کی جائے۔ اس تنظیم کا مرکز دارالعلوم دیوبند ہو اور اس کی شاخیں ہند و بیرونِ ہند کے مرکزی مقامات پر قائم ہوں۔ دارالعلوم کی یہ شاخیں اپنے اپنے حلقوں میں فضلاء دارالعلوم کی تنظیم کریں، ان کے مابین رابطہ قائم کریں، اور وقتاً فوقتاً ایسے جلسے منعقد کریں جن سے دارالعلوم کے مقاصد کی نشر و اشاعت ہو اور اکابرِ دیوبند کے علمی و دینی فیوض سے اس علاقہ کے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کا موقعہ ملے۔ اس تنظیم کا صدر دارالعلوم دیوبند کا مہتمم ہو۔

یہ اجلاس محسوس کرتا ہے کہ اسلام سے گہری اور صحیح وابستگی اور قرآن فہمی کے لئے عوامی سطح پر عربی زبان کو عام کرنا ضروری ہے۔ اس لئے عربی زبان و ادب کی اشاعت کے لئے ملک کے مختلف حصوں میں ایسے ادارے قائم کئے جائیں جو لسانی بنیادوں پر عربی کی تعلیم کا اہتمام کریں۔

یہ اجلاس دارالعلوم دیوبند کے ان تمام فضلاء، علماء اور منتسبین سے جو دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے ہیں اپیل کرتا ہے کہ وہ دعوت الی اللہ کی اہم خدمت کو پوری ہمت و قوت اور حوصلہ کے ساتھ انجام دیں اور دعوتی کاموں کی رفتار تیز کریں، خاص طور پر نئی نسل کی فکری اور عملی تربیت کی نازک ذمہ داری کو قبول کریں۔ یہ

نئی نسل امت کا وہ گرانقدر سرمایہ ہے جس پر مستقبل کی تمام ذمہ داریاں عائد ہونے والی ہیں اسے علمی کم مائیگی اور فکری ارتداد سے بچانا بہت بڑی خدمت ہے۔

یہ اجلاس شدت کے ساتھ اس ضرورت کو محسوس کرتا ہے کہ مساجد مسلمانوں کی زندگی کا بنیادی محور ہیں اور عہد نبوی اور عہد عروج میں مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کا مرکز فکر و عمل بھی رہی ہیں لیکن اب مساجد کے ائمہ مسلمانوں کے اجتماعی امور اور معاشرہ میں اثر انداز نہیں ہو پا رہے ہیں جس کی اہم وجہ دعوت دین کے سلیقہ اور تربیت صحیحہ کی کمی ہے اس لئے پورے ہندوستان میں مساجد کے نظام کو استوار کرنے، تنظیم مساجد اور تربیت ائمہ کے نظام کو قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ اجلاس ملک میں پھیلے ہوئے علماء اور ائمہ مساجد کو اس اہم ضرورت کی طرف متوجہ کرنا ضروری سمجھتا ہے۔

یہ اجلاس ہندوستان کے تمام مدارس اور معاہد دینیہ سے اپیل کرتا ہے کہ وہ دعوت دین کے کاموں کو پھیلانے اور عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق خدمت اسلام کے لئے ایسے علماء تیار کریں جو علوم قدیمہ کے ماہر ہوں، ساتھ ہی ان میں بدلے ہوئے حالات وقت کے تقاضوں اور نئے علوم کا ادراک و احساس ہو۔ اس مقصد کے لئے ضروری ہے کہ نصاب تعلیم میں ضروری تبدیلی لائی جائے اور دینی تعلیمی اداروں میں ایسا نصاب نافذ کیا جائے جس کو پڑھ کر علوم اسلامیہ سے گہری واقفیت، اسلام سے بھرپور شغف کے ساتھ عہد حاضر کی ضرورتوں اور تحریکات کا علم ہو جائے۔

دارالعلوم دیوبند اور دنیا کے مختلف تعلیمی اور دینی اداروں کے درمیان رابطہ اور ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے یہ اجلاس ضروری خیال کرتا ہے کہ دارالعلوم کی سندوں کو دنیا کی مختلف تعلیم گاہیں تسلیم کریں اور یہاں کے فارغین کو وہ سہولتیں دی جائیں جو عام طور پر دوسرے تعلیم گاہوں کے فارغین کو دی جاتی ہیں تاکہ دارالعلوم کے فارغ طلبہ اپنی خواہش کے مطابق علمی تسلسل اور تعلیمی شغل کو باقی رکھ سکیں اور وہ دارالعلوم اور دوسرے اداروں کے درمیان برادرانہ تعلقات کا بہترین ذریعہ بنیں۔

فلسطین

دارالعلوم دیوبند بارہا مسئلہ فلسطین پر اپنے مؤقف کا اظہار کر چکا ہے اور آج بھی دارالعلوم کا نمائندہ صد سالہ اجلاس میں اعلان کرتا ہے کہ بیت المقدس اور فلسطین فلسطینیوں کے لئے ہے۔ عرب سرزمین پر اسرائیلی حکومت کا قیام بڑی طاقتوں کا ایک بڑا جرم ہے جس کی مکافات اسرائیلی حکومت کے خاتمہ ہی سے ہو سکتی ہے۔

ہندوستان نے ہمیشہ مسئلہ فلسطین میں عرب کی حمایت کی ہے اور آج بھی عربوں کو اپنی تائید و حمایت کا یقین دلاتا ہے اور بارگاہ خداوندی میں دعا کرتا ہے کہ وہ فلسطین کے مسئلہ کو مہاجرین کی وطن کی واپسی کے ساتھ حل فرمائے۔

تجویز متعلق افغانستان

دارالعلوم دیوبند کا یہ تاریخ ساز اجلاس افغانستان میں روسی مداخلت اور روسی فوجوں کی موجودگی کو انسانی حقوق اور جمہوری تقاضوں کے قطعاً خلاف سمجھتا ہے۔ روس کی یہ فوجی کارروائی کمزور ممالک کی خود مختاری اور امن عالم کے لئے کھلا چیلنج ہے۔ یہ اجلاس ضروری سمجھتا ہے کہ روسی فوجیں افغانستان کو جلد از جلد غیر مشروط طور پر خالی کر دیں اور حکومت ہند سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے اثرات کو کام میں لا کر روسی فوج کے تخلیہ اور افغانستان کے مسئلہ کو حل کرنے کی مخلصانہ کوشش کرے اور وہاں عوامی حکومت کے قیام کی راہ ہموار کرے۔ نیز یہ اجلاس ضروری سمجھتا ہے کہ دوسری بڑی طاقتیں امریکہ اور چین وغیرہ افغانستان کے معاملہ میں دخل انداز ہو کر افغانستان کے مسئلہ کے حل میں رکاوٹ نہ بنیں۔

یہ نمائندہ اجلاس افغانستان کے سرفروش مجاہدین اور بہادر عوام کے ایمانی جذبات کی پوری قدر کرتا ہے جو اپنے ملک کی آزادی اور اسلامی قدروں کی بقاء کی خاطر جہاد کر رہے ہیں اور ماضی کی شاندار مجاہدانہ روایات کی یاد تازہ کر رہے ہیں۔ یہ اجلاس ان تمام شہداء کو خراج عقیدت پیش کرتا ہے جنہوں نے اسلام کی عظمت اور ملک کی آزادی اور حق خود مختاری کے تحفظ کی خاطر جام شہادت نوش کیا ہے اور دعا کرتا ہے کہ حق تعالیٰ ان کے مراتب بلند فرمائے اور افغانستان کی آزادی کو برقرار فرمائے۔

یہ اجلاس دنیا کے تمام امن پسند انسانوں اور انصاف پسند اداروں اور حکومتوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ افغانی مجاہدین اور ظلم سے چور افغانی عوام کی مالی اور اخلاقی امداد کریں اور ان کے ساتھ تمام معاملات میں بھرپور تعاون کریں۔

(دستخط)

محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند
عتیق الرحمن عثمانی
منت اللہ رحمانی
حامد الانصاری غازی
اراکین مجلس شوریٰ دارالعلوم

ارشاداتِ نبوی ﷺ

- پڑوسی کو ستانے والا دوزخی ہے خواہ وہ تمام رات عبادت کرے اور تمام دن روزہ دار ہے۔
- جو کام سب سے زیادہ مغفرت کا سبب ہوگا وہ کشادہ روئی اور شیریں کلامی ہے۔

اللہ والوں کی دنیا — حافظ ارشاد احمد دیوبندی

سیدنا حضرت طلحۃ الخیر بن عبید اللہ رض

انّ طلحۃ شہید یمشی علی وجہ الارض

سیدنا حضرت زبیر بن عوام رض

صفیہ کے بیٹے (زبیرؓ) کے قاتل کو جہنم کی خبر دیدو

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا حضرت زبیر بن عوام و سیدنا حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما دونوں عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ دونوں نے اسلام کا شرف ابتدا میں حاصل کیا۔ دونوں کی رفاقت تاریخی لحاظ سے بے مثل ہے۔ دونوں جری اور بہادر تھے۔ دونوں قریشی مہاجر ہیں۔ دونوں کی زندگی کی مماثلت لاثانی ہے اور دونوں نے ایک ہی مقصد کی خاطر جنگ جمل (بصرہ) میں جام شہادت نوش فرمایا۔ آج کی صحبت میں ان دو جلیل القدر صحابیوں کی حیات مقدس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔ چونکہ نام نہاد مورخین نے ان دونوں مقدس نفوس کو بھی معاف نہیں کیا جن کو لسان نبوتؐ سے بہشت کی خوشخبری دی گئی تھی اور کئی اقسام کے شرمناک ناروا جھوٹے الزامات لگائے ہیں جنکو دہراتے ہوئے بھی بقول شورش مرحوم قلم کو متلی آتی ہے اور ان لغویات کو دیکھ کر شرم محسوس ہوتی ہے کہ فلاں نے فلاں کو کہا کہ مثلک کمثل الکلب تو دوسرے نے جواباً کہا کہ مثلک کمثل الحمار۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہی وجہ ہے کہ ایک نامور عالم دین اہل قلم حضرت علامہ محب الدین نے ایسے لوگوں کا ماتم کرتے ہوئے کیا خوب لکھا ہے:

ترجمہ: اس اُمت پر تعجب ہے کہ یہ اپنے خاص اور نمایاں اکابر (HEROS) کی بُرائی کرتی ہے۔ اپنی تاریخ کے حسن و جمال کو بدشکل و بدنما بناتی ہے اور اپنے بزرگوں کو مٹاتی ہے جیسا کہ ہم میں سے اشرار کرتے ہیں۔ پھر ان اشرار کا مکر و فریب یہاں تک اشاعت پذیر ہوتا ہے کہ (چند) اخیار بھی یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہی حق اور صحیح ہے۔

نیز امام اہل سنت حضرت مولانا سید نورالحسن بخاری مدظلہٗ لکھتے ہیں کہ:

"سب سے بڑی آفت یہ ہے کہ اشرار اُمت نے اپنے بغض و عناد و نفرت و عداوت کے سفلی جذبات کی تسکین و تدبیر کے لئے اسلاف اُمت اصحابؓ رسولؐ کے خلاف بنا بنا کر رازیات، افترا پردازیاں اور الزام تراشیاں کیں اور پروپیگنڈا کے زور سے انہیں اس قدر پھیلا دیا کہ اخیار اُمت بھی اس جھوٹے پروپیگنڈے کا شکار ہو کر رہ گئے اور پڑھے لکھے مسلمانوں کا آئینۂ دل و دماغ بھی غبار آلود و مکدر ہو گیا۔"

(عادلانہ دفاع جلد ۱)

مشاجرات صحابہ کرام رض

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

"پوری اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرامؓ کی معرفت ان کے درجات اور ان میں پیش آنے والے باہمی اختلافات کا فیصلہ کوئی علم تاریخ کا مسئلہ نہیں بلکہ معرفت صحابہؓ تو علم حدیث کا اہم جز ہے جیسا کہ مقدمہ اصابہ میں حافظ ابن حجرؒ نے اور مقدمہ استیعاب میں حافظ ابن عبد البرؒ نے وضاحت سے بیان فرمایا ہے اور صحابہ کرامؓ کے مقام اور باہمی تفاضیل و درجات اور ان کے درمیان پیش آنے والے اختلافات کے فیصلے کو علماء امت نے عقیدہ کا مسئلہ قرار دیا اور تمام کتب اسلامیہ میں اس کو ایک مستقل باب کی حیثیت سے لکھا ہے۔ ایسا مسئلہ جو عقاید اسلامیہ سے متعلق ہے اور اسی مسئلہ کی بنیاد پر بہت سے اسلامی فرقوں کی تقسیم ہوئی ہے اس کے فیصلے کے لئے بھی ظاہر ہے کہ قرآن و سنت کی نصوص اور اجماع امت جیسے شرعی حجت درکار ہیں۔ اس کے متعلق اگر کسی روایت سے استدلال کرنا ہی ہو تو اس کو محدثانہ اصول تنقید پر پرکھ لینا واجب ہے۔ اس کو تاریخی روایتوں میں ڈھونڈنا اور ان پر اعتماد کرنا اصولی اور بنیادی غلطی ہے وہ تاریخی کتنے

ہی بڑے ثقہ اور معتمد علماء حدیث ہی کی لکھی ہوئی کیوں نہ ہو۔ اس کی فنی حیثیت ہی تاریخی ہے جس میں صحیح و سقیم روایات جمع کر دینے کا عام دستور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ الحدیث امام ابن عبد البرؒ نے جو معرفت صحابہؓ کے موضوع پر اپنی بہترین کتاب "الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب" لکھی تو علماء امت نے اس کو بڑی قدر کی نظر سے دیکھا ہے مگر اس میں مشاجرات صحابہؓ کے متعلق کچھ غیر مستند تاریخی روایات بھی شامل کر دیں تو عام علماء امت اور ائمہ حدیث نے اس عمل کو اس کتاب کے لئے ایک بدنما داغ قرار دیا۔ چھٹی صدی ہجری کے امام حدیث ابن صلاحؒ جن کی کتاب علوم الحدیث اصول حدیث کی "ماں" مانی گئی ہے اور بعد کے آنے والے محدثینؒ نے اس سے اقتباسات لئے ہیں اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: معرفت صحابہؓ ایک بڑا علم ہے جس میں لوگوں نے بہت سی تصانیف لکھی ہیں اور ان میں سب سے افضل و املی اور سب سے زیادہ مفید کتاب "الاستیعاب" ہے۔ ابن عبد البرؒ کی اس کو یہ بات عیب دار کر دیتی کہ اس میں مشاجرات صحابہؓ کے متعلق تاریخی روایات درج کر دیا ہے محدثین کی محدثانہ روش کو مدار نہیں رکھا اور یہ ظاہر ہے کہ مورخین کا حال اس کا ہے کہ بہت روایات جمع کر دی ہیں جن کی روایات میں معتبر اور غیر معتبر روایات خلط ملط ہوتی ہیں۔"

(مقام صحابہؓ)

جب راسخ العلماء کے نزدیک حافظ الحدیث امام ابن عبد البرؒ کی "الاستیعاب" (اس قدر خوبیوں کے باوجود) اس کا تاریخی حصہ محدثین کے نزدیک لائق تحسین تصور نہیں کیا گیا تو اس کے بعد مزید دس صدیاں گذر جانے کے بعد دینی علوم سے ناواقف مؤرخین کی خالص سوانحانہ بلکہ تاریخی تلبیس کے ساتھ مشاجرات صحابہ کرامؓ میں ایسے تاریخی مواد کو جس میں من مانی تحریف بھی کی گئی ہو کیونکر آنکھیں بند کر کے انہیں تسلیم کر لیا جائے اور بالفرض بقول مصنف "دس بوڑھے مسلمان" اگر ان تمام واقعات کو سو فیصد سچا سمجھ لیا جائے جو اس عہد میں دونوں طرف سے رونما ہوئے تو بلاشبہ اس نتیجہ کو درست ماننا پڑے گا کہ نعوذ باللہ ساری عمر کی تبلیغ و ہدایت کے بعد حضور داعی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک آدمی کو بھی حقیقی طور پر نیک پرہیزگار اور صالح نہ بنا سکے۔ مگر ظاہر ہے کہ ایسا نتیجہ نکالنا رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات کی ہتک کرنا اور حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسی سے انکار کرنا ہے کیونکہ اگر پورے ۲۳ برس تبلیغ کرنے کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو اپنی گناہ آلود زندگی کو نہ چھوڑ سکے تو خدارا کوئی بتائے کہ ایسی نبوت اور ایسی رسالت کا کیا فائدہ ہوا؟ (العیاذ باللہ) اگر یہ سچ ہو کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو ان لوگوں کے افعال دیکھ کر ہمارے دل پر کیا اثر ہوتا ہے۔ یہی کہ ایمان و اسلام۔ دین مذہب خدا اور رسول سب ذہنی باتیں ہیں (نقل کفر کفر نہ باشد) خارج میں ان کا کوئی وجود نہیں اور لطف یہ ہے کہ یہ ان لوگوں کا "نامہ اعمال" ہے جنہوں نے سالہا سال حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکوتی صحبت کا فیض اٹھایا جن کی رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے برسوں تربیت کی اور جن کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر فرما دیا کہ وہ اپنے نیک اعمال کے باعث سیدھے بہشت میں جائیں گے۔ پھر ایک دو تین چار نہیں بلکہ اس دور کے اکثر صحابہ کرامؓ ایک ہی رنگ میں رنگے نظر آتے ہیں۔ نہ حضرت علیؓ دوسروں سے مختلف دکھائی دیتے ہیں نہ حضرت معاویہؓ کا کردار صاف دکھائی دیتا ہے نہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کسی سے کم نظر آتی ہیں نہ حضرت طلحہؓ کسی سے پیچھے رہتے ہیں نہ حضرت زبیرؓ کا دامن پاک نظر آتا ہے، نہ ابو موسیٰ اشعریؓ کی بزرگی باقی رہتی ہے نہ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کا تقدس قائم رہتا ہے اور نہ حضرت عمرو بن العاصؓ کے متعلق نیک گمان ہو سکتا ہے حالانکہ یہ لوگ فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے اور سب نے حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کافی صحبت اٹھائی اور سب نے آنحضور علیہ السلام کی تربیت سے کافی حصہ پایا۔ حضرت علیؓ تو حضور پاکؐ کے پاس رہتے ہوئے بچے سے جوان ہوئے۔ حضرت عائشہؓ کو ام المؤمنین ہونے کا جو اعزاز حاصل ہے وہ ان کے درجہ کو صاف ظاہر کرتا ہے۔ حضرت زبیرؓ بعثت نبوی کے پہلے یا دوسرے سال میں حضرت طلحہؓ اور حضرت مغیرہؓ بن شعبہ پانچویں سال میں، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بھی اسی کے قریب قریب حضرت عمروؓ بن العاص چھٹے سال میں اور حضرت امیر معاویہؓ ۸ھ میں ایمان لائے۔ ان میں حضرت علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور حضرت معاویہؓ کاتبان وحی میں سے۔ اتنے اولوالعزم بزرگوں اور اتنے نامور صحابہؓ کے متعلق کس طرح اس بات کا یقین ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو جانے کے بعد (العیاذ باللہ) ایسے خون خوار ہو گئے کہ لگے ایک دوسرے کو قتل کرنے ایک دوسرے پر لعنت کرنے ایک دوسرے کو کتا، گدھا، ملعون، شیطان اور جہنمی کے القاب سے ملقب کرنے۔ پس ایسے حالات میں ہمارے لئے دو صورتیں ہیں۔ پہلی تو یہ ہے کہ ہم سمجھ لیں کہ جو کچھ ہماری تاریخوں میں اس عہد کے متعلق لکھا ہے وہ بیشتر رطب و یابس کا مجموعہ ہے۔ جس فریق کے حامی نے کوئی کتاب لکھی اس نے فریق مخالف کو برا بھلا کہنے اور ان کے بزرگوں پر طعن و تشنیع کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔

جھوٹی اور جعلی حدیثیں بنائی گئیں۔ آئمہ اور محدثین کے نام سے فرضی بیانات شائع کئے گئے، اور فریقِ مخالف کو نیچا دکھانے کے لئے بڑی آزادی کے ساتھ جھوٹ بولا گیا اور اس ذیل میں ایسی ایسی قابلِ مضحکہ روایتیں گھڑ کر پیش کی گئیں کہ خود کذب و جھوٹ کو شرم آگئی اور حیا و غیرت نے اپنا سر پیٹ لیا۔ بات ایک حقہ ہوئی اور بیان کی گئی سو حقے اور غلط در غلط حاشیے اور لاحقے لگا لگا کر بات کا تبنگڑ اور رائی کا پہاڑ بنانے میں اپنی ساری لیاقت اور قابلیت ان لوگوں نے صرف کر دی۔ مخالف کی کسی بات کو نیک نیتی اور حسن ظن سے نہیں دیکھا گیا بلکہ ہر بات کو الٹے معنے پہنائے اور ہر مسئلہ کی غلط تاویل کی یا بات بہت معمولی تھی مگر فریقِ مخالف سے شدید دشمنی کے باعث اس کا معقول اور صحیح پہلو دکھائی ہی نہیں دیا اور غلط فہمی میں مبتلا ہو کر جو کچھ چاہا لکھ دیا اور آئندہ نسلوں کے لئے کذب و افترا کا تعفنی سرمایہ چھوڑ گئے جس کی بدولت جنگ و جدل اور بحث و ہنگامہ کا وہ میدانِ کارزار گرم ہوا جس کا خاتمہ قیامت ہی کو ہو گا۔ اگر خدا تعالےٰ ہمیں عقل و سمجھ دے تو ہم جان لیں کہ وہ نفوس مقدسہ جن کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:

واذکروا نعمت اللّٰہ علیکم الخ۔۔۔

(ترجمہ پوری آیت کا دیکھ لیا جائے) کیا ایسے بھائی بھائی اتنی جلد اسقدر دین و اخلاق سے معرا ہو گئے کہ جاہلوں اور وحشیوں پر بھی پڑا دے مارا اور خانہ جنگی میں مصروف ہو کر ایک دوسرے کا گلا کاٹنے میں مشغول ہو گئے؟ اور کوئی ایک بھی ایسا نہ رہا جس پر ہادیٔ اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم و تربیت کا کچھ بھی اثر ہوتا؟ اگر یہ مان لیا جائے تو اس صورت میں حضور علیہ السلام نعوذ باللہ نعوذ باللہ سب سے زیادہ ناکام ٹھہرتے ہیں اگر یہ خیال ایسا ہے کہ اس کے صرف تصور ہی سے مسلمان کانپ اٹھتا ہے۔ ہمارے لئے یہ بات بہت سہل ہے کہ ہم اپنے تمام ذخیرۂ تاریخ کو کذب و افتراء کا مجموعہ اور غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کی پوٹ مان لیں بہ نسبت اس کے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی ہمارے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو کہ نعوذ باللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ ان لوگوں کو درست کرنے میں ناکام رہی جن کی تربیت نہایت جانفشانی کے ساتھ کی اور جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت تاکید کے ساتھ فرمانِ خداوندی سنایا: **یاایہا الذین آمنوا اتقوا اللّٰہ** الخ۔۔۔

محترم قارئین حضرات! یہ تمہیدی جملے اس لئے عرض کر دیے ہیں تاکہ سیدنا حضرت طلحہؓ و زبیرؓ جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور جن کے فضائل صحاح ستہ کتب احادیث میں مذکور ہیں جو بدر۔ احد۔ خندق اور جمیع غزوات میں حضرت نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ شامل ہو کر عالم کائنات میں اسلام کی اشاعت کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا کر میدانِ کارزار میں سرگرم دکھائی دیتے ہیں مگر جنگ جمل میں شرکت کی وجہ سے یار لوگوں نے اپنی لیڈری چمکانے کے لئے قرآن و حدیث کو چھوڑ کر صرف تاریخ کے سہارے پر ان حضرات کو کیا سے کیا لکھ مارا ہے جنگ جمل میں ان کی شرکت اور پھر شہادت کا اختصار پیش کرنے سے قبل ان مقدس بزرگوں کے مختصر اسلامی کارنامے اور فضیلت کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

حضرت زبیر بن عوامؓ

حضرت سعید بن مسیبؓ فرماتے ہیں کہ وہ پہلے انسان جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں تلوار کھینچی حضرت زبیرؓ بن عوام ہیں۔ ایک دن آپؓ قیلولہ کر رہے تھے اچانک انہوں نے ایک آواز سنی کہ رسول اللہ علیہ السلام شہید کر دیے گئے ہیں تو یہ اپنی تلوار سونت کر تن تنہا نکلے۔ ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نا وقت ملے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا اے زبیرؓ یہ بے وقت کیسے؟ حضرت زبیرؓ نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ آپؐ شہید کر دیے گئے ہیں۔

آپؐ نے دریافت فرمایا پھر تمہارا کیا کرنے کا ارادہ تھا؟

آپؓ نے عرض کیا، خدا کی قسم میں نے ارادہ کیا تھا کہ اہل مکہ سے لڑ مروں گا۔ ان کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے خیر فرمائی۔ اس بارے میں اسدیؒ کہتے ہیں (عربی اشعار) حضرت زبیر مرتضیٰؓ کی تلوار وہ پہلی تلوار ہے جو خودداری کی وجہ سے اللہ کے لئے غضبناک ہو کر اپنی حمیت اسلامی میں سونتی گئی جو حضرت زبیرؓ کی بہادری کے فضل کی وجہ سے سبقت لے گئی۔ بسا اوقات تمام شجاعتوں کو ایک رکاوٹ ڈالنے والا کنارہ پیچھے رکھ دیتا ہے۔

۲۔ حضرت عروہؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوامؓ نے ایک آواز شیطان سے سنی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم گرفتار کر لئے گئے ہیں اور یہ اس وقت کا قصہ ہے جبکہ حضرت زبیرؓ اسلام لا چکے تھے اور ان کی عمر بارہ سال کی تھی۔ انہوں نے اپنی تلوار میان سے نکالی اور تیزی کے ساتھ گلیوں میں پھرے یہاں تک کہ حضرۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ آپؐ مکہ کی اوپر کی جانب میں تھے۔ تلوار حضرت زبیرؓ کے ہاتھ میں تھی۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے؟

حضرت زبیرؓ نے کہا کہ میں نے سنا تھا کہ آپؐ گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تم کیا کرتے؟

انہوں نے کہا کہ میں اپنی اس تلوار سے اس آدمی کو مارتا جس نے آپؐ کو پکڑا ہوتا۔ تو آپؐ نے ان کو اور ان کی تلوار کو دعا دی اور فرمایا واپس چلے جاؤ۔ یہ پہلی تلوار تھی جو اللہ

کے راستہ میں کھینچی گئی۔

۳۔ یونسؒ بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ طلحہ بن ابی طلحہ یوم احد میں مشرکین کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھا۔ اس نے اپنے مقابلے کے لئے للکارا اور لوگ اس سے ٹھٹھک رہے تھے ۔ اس کے لئے حضرت زبیرؓ نکلے اور ایک جست لگائی۔ پھر اس کے ساتھ اس کے اونٹ پر سوار ہوگئے۔ پھر اس کو زمین کی طرف دھکیلا اور اونٹ سے گرا دیا اور اپنی تلوار سے اس کو ذبح کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی اور فرمایا:

"ہر نبی کے لئے ایک حواری
(جانثار) ہوتا ہے اور میرا حواری
زبیرؓ ہے۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا
کہ اگر زبیرؓ اس کے مقابلے کے لئے
نہ نکلتے تو میں اس کے مقابلہ
کے لئے نکلتا اس لئے کہ میں
نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اس
سے ہیبت زدہ ہو گئے تھے۔"

۴۔ ابن اسحاقؒ کہتے ہیں کہ نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی نے غزوۂ خندق میں باہر نکل کر اپنا مقابل طلب کیا۔ اس کے لئے حضرت زبیرؓ بن عوام نکلے اور اپنی تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کر دیے جس کی وجہ سے ان کی تلوار میں دندانہ پڑ گیا تھا اور یہ شعر پڑھتے ہوئے واپس ہوئے:

(ترجمہ) میں ایسا آدمی ہوں جو اپنی
بھی حفاظت کرتا ہوں اور نبی مصطفیٰ ﷺ
کی بھی حفاظت کرتا ہوں۔

۵۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ مشرکین میں سے ایک آدمی جس پر ہتھیار تھے آگے بڑھا اور ایک بلند جگہ پر چڑھ کر اس نے کہا "کون میرے مقابلہ کے لئے آتا ہے؟" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم میں سے ایک آدمی سے فرمایا کیا تو اس کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہوتا ہے؟" اس آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپؐ فرماتے ہیں تو میں تیار ہوں۔ تو زبیرؓ اوپر اچکنے لگے۔ آپؐ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا:

اے صفیہ کے بیٹے! کھڑے ہو جاؤ!

چنانچہ حضرت زبیرؓ اس کی طرف گئے اور اس کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے۔ یہ دونوں ایک دوسرے پر جھپٹے پھر ایک نے دوسرے کی گردن پکڑی اور دونوں نے ایک دوسرے کو ٹیلہ سے نیچے پھینکنے کی کوشش کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں میں سے جو بھی گڑھے میں پہلے گریگا وہی مارا جائے گا۔ پھر آپؐ نے بھی اور مسلمانوںؓ نے بھی دعا فرمائی، چنانچہ کافر گڑھے میں پہلے گرا اور حضرت زبیرؓ اس کی چھاتی پر سوار تھے اور حضرت زبیرؓ نے اس کو قتل کر دیا۔

۶۔ حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں غزوۂ خندق میں عورتوں اور بچوں کے ساتھ حویلی میں کر دیا گیا تھا۔ میرے ساتھ عمرؓ بن ابی سلمہؓ تھے۔ وہ میرے لئے اپنی کمر جھکا دیتے تھے۔ میں ان کی پشت پر چڑھ جاتا اور دیکھتا حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپؓ کی طرف دیکھا کہ وہ کبھی اس طرف حملہ کرتے ہیں اور کبھی اُس طرف۔ جب کبھی ان کے سامنے کوئی چیز آتی ہے اسی طرف جھپٹ کرتے ہیں۔ جب شام ہوئی اور وہ ہمارے پاس حویلی کی طرف آئے تو میں نے عرض کیا کہ اے اباجان! میں نے آج آپ کو جو کچھ آپ کر رہے تھے دیکھا۔ حضرت زبیرؓ نے کہا اے میرے بیٹے کیا تم نے مجھے دیکھا؟

میں نے کہا ہاں۔

حضرت زبیرؓ نے کہا تجھ پر میرے ماں باپ قربان جائیں۔ (سبحان اللہ! حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے حالات ہم علیحدہ کسی صحبت میں پیش کریں گے۔

۷۔ حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ اصحابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ یرموک میں حضرت زبیرؓ سے کہا تم حملہ کیوں نہیں کرتے ہم لوگ بھی تمہارے ساتھ حملہ کریں گے تو حضرت زبیرؓ نے مشرکین پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ ان کی صفیں پھاڑ دیں اور ان سے تجاوز کر گئے۔ پھر سامنے سے واپس ہوئے۔ کفار نے ان کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور ان کے کندھے پر تلوار کے دو وار کئے ۔ ان دونوں زخموں کے درمیان یوم بدر کا ایک زخم تھا۔ حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی انگلی ان میں ڈال کر کھیلا کرتا تھا (حیات صحابہؓ) حضرت زبیرؓ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ اس نسبی شرف کے علاوہ بھی آپؓ کے فضائل بڑی کثرت سے مذکور ہیں۔ طوالت کے باعث سب کا اندراج ممکن نہیں ہے حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ صفیہ کے بیٹےؓ کے قاتل کو جہنم کی خبر دے دو۔"

حضرۃ سیدنا طلحہؓ بن عُبیداللہ

سیدنا حضرۃ طلحہؓ بن عبیداللہ بڑے جلیل القدر صحابی ہیں۔ احد کے دن آپؓ یہ رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے:

(ترجمہ اشعار) ۱۔ ہم غالب آنے والے اور قدرت رکھنے والے محافظ ہیں۔ اپنے رسولؐ مبارک سے ہم دشمنوں کو ہنکاتے ہیں۔

۲۔ معرکوں میں مشرکین کو مار کر آپؐ سے ہٹاتے ہیں جس طرح بچنے والا آدمی موٹی اونٹنی کو باندھنے کی جگہ پر ہانکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد سے واپس نہیں ہوئے تھے یہاں تک کہ آپ نے حضرت حسانؓ (شاعر رسول اللہ ﷺ) سے فرمایا کہ حضرت طلحہ کے بارے میں کچھ اشعار کہو۔ حضرت حسانؓ نے کہا: (ترجمہ)

۱۔ اور طلحہؓ نے گھاٹی کے دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی ایسے وقت میں جو آپؐ پر تنگ اور دشوار ہوگیا تھا۔

۲۔ اپنی ہتھیلیوں کے ذریعہ نیزوں سے

آپؐ کو بچاتے تھے اور اپنی انگلیاں تلواروں کے نیچے دیدیں جو شل ہوگئیں۔

۲۔ یہ علاوہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام لوگوں کے پیشرو تھے۔ اسلام کی چکی کو قائم کیا یہاں تک کہ وہ قائم ہوگئی۔

اور حضرت ابوبکرؓ کے یہ شعر حضرت طلحہؓ کے متعلق یوں مذکور ہیں:

۱۔ ہدایت دینے والے نبیؐ کی حفاظت کی حالانکہ سوار آپ کا پیچھا کر رہے تھے یہاں تک کہ جب سوار آپ کے قریب آتے تو یہ دین کی حفاظت فرماتے۔

۲۔ نیزوں پر انہوں نے صبر کیا ایسے وقت میں جبکہ لوگوں کی حفاظت کرنے والے پیٹھ پھیر لیتے ہیں۔ کچھ لوگ ہدایت پر تھے اور کچھ آزمائش میں ڈالے گئے۔

۳۔ اے طلحہؓ بن عبید اللہ تمہارے لئے جنت واجب ہوگئی اور اللہ نے تمہاری شادی چمکدار حورعین سے کر دی۔

حضرت عمرؓ کا ایک شعر بھی مرقوم ہے ؎

ہدایت دینے والے نبیؐ کی سونتی ہوئی تلوار کے ذریعہ حفاظت کی جبکہ تمام لوگ بھاگ گئے تھے اور منتشر ہوگئے تھے۔

یہ شعر سُن کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرؓ تو نے بالکل سچ کہا۔

(حیات صحابہؓ)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد میں لوگ آپؐ کو چھوڑ کر جدا ہوگئے تھے۔ آپؐ کے ساتھ گیارہ آدمی انصار کے اور طلحہؓ بن عبید اللہ باقی رہے تھے۔ آپؐ پہاڑی پر چڑھنے کا ارادہ فرما رہے تھے کہ مشرکین نے آپؐ کو گھیر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ہے کوئی ان کے لئے؟

حضرت طلحہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں ہوں۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے طلحہؓ تم میرے ساتھ رہو جس طرح پر ہو۔ اس کے بعد ایک انصاری صحابیؓ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ یہ کام میں انجام دوں گا۔ چنانچہ وہ انصاریؓ آپؐ کی طرف سے لڑے اور آپؐ اور جو لوگؓ آپؐ کے ساتھ تھے پہاڑی پر چڑھنے لگے۔ وہ انصاریؓ شہید کر دیے گئے۔ کفار پھر آپؐ کے قریب آگئے۔ آپؐ نے پھر فرمایا ہے کوئی ان کے دفع کرنے کے لئے؟

حضرت طلحہؓ نے پھر اپنے آپ کو پیش کیا اور آپؐ نے ان سے پہلی بات دہرائی۔ ایک انصاریؓ نے کہا یا رسول اللہؐ اس کام کے لئے میں حاضر ہوں۔ چنانچہ وہ کفار سے برسرپیکار ہوئے اور آپؐ اور اصحابؓ پہاڑی پر چڑھ رہے تھے۔ وہ انصاری صحابیؓ بھی شہید ہوگئے۔ اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بروقت پہلی طرح فرماتے رہے اور حضرت طلحہؓ بھی اپنے آپ کو پیش فرماتے رہے مگر آپؐ اُن کو روکتے رہے اور کوئی نہ کوئی انصاری اپنے آپ کو پیش کرتا رہا یہاں تک کہ یہ گیارہ انصاری صحابہ کرامؓ شہید ہوگئے اور باقی حضرت طلحہؓ رہے تو کفار نے ان دونوں کو گھیر لیا۔ چنانچہ حضرت طلحہؓ جو کہ اکیلے باقی بچ گئے ان گیارہ صحابہ کرامؓ سے بھی زیادہ مزاحمت سے لڑے ان کے ہاتھوں کے پورے شدید زخمی ہوگئے تھے تو انہوں نے کہا "حِس" (جس طرح ہمارے علاقہ میں درد کی وجہ سے ہائے کہا جاتا ہے) آپؐ نے فرمایا اگر تم "حِس" کی بجائے بسم اللہ کہتے تو تم کو ملائکہ اٹھا لیتے اور لوگ تمہاری طرف دیکھتے ہوتے اور ملائکہ تم کو لے کر آسمان کی فضا میں چڑھ جاتے۔ اس کے بعد حضرت نبی کریم علیہ السلام پہاڑی پر چڑھ کر اپنے اصحابؓ تک پہنچ گئے جو پہاڑی پر جمع تھے۔

کہتے ہیں کہ ۷۵ زخم اس دن حضرت طلحہؓ تیر، تلوار اور نیزے کے لگے تھے مگر کفار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بھی نہ پھٹکنے دیا۔ آپؓ صرف اسی دن کی قربانی کو بھی ملاحظہ کیا جائے تو آپؓ کے علو مرتبہ کے لئے کافی ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے دین اسلام کی راہ میں تکالیف بھی برداشت کیں چنانچہ مسعودؓ بن خراش سے روایت ہے کہ ہم صفا اور مروہ کے درمیان چکر لگا رہے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک نوجوان کو جس کے ہاتھ اس کی گردن میں بندھے ہوئے ہیں، کھینچے ہوئے لے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا قصہ ہے لوگوں نے بتایا کہ طلحہؓ بن عبید اللہ بے دین ہوگئے ہیں (یعنی اسلام قبول کر لیا ہے) اور ایک عورت ان کے پیچھے پیچھے غراتی ہوئی اور گالیاں دیتی ہوئی جا رہی ہے۔ میں نے پوچھا یہ عورت کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ ان کی ماں "صعبہ بنت حضرمی" ہے اور خود فرماتے ہیں کہ میں بصریٰ کے بازار میں گیا۔ ایک راہب کو میں نے دیکھا جو اپنے گرجا میں کہہ رہا تھا کہ اس میلہ میں آنے والوں سے پوچھو کیا کوئی ان میں سے اہل حرم سے ہے؟ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا ہاں میں اہل حرم میں سے ہوں۔ اس راہب نے کہا کیا آج کل احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوگیا ہے۔ میں نے راہب سے پوچھا کون احمد؟ اس نے کہا کہ عبداللہ بن مطلب کے بیٹے، یہی ان کے ظہور کا مہینہ ہے اور وہ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد میں ہیں۔ ان کے ظاہر ہونے کی جگہ حرم ہے اور ان کی ہجرت گاہ وہ شہر ہے جہاں کھجور اور چھوٹے چھوٹے پتھر اور ریت ہوگی۔ تم فوراً ان کی طرف لپکنا۔ حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں کہ اس کی بات میرے جی کو لگ گئی۔ میں جلدی سے بصریٰ سے نکل کر مکہ آیا اور میں نے پوچھا کہ کیا نیا آدمی ظاہر ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں محمد بن عبداللہؐ جو امین کے لقب سے مشہور ہیں انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور ان کا اتباع ابو قحافہ کے بیٹے (ابوبکر صدیقؓ) نے کر لیا ہے۔ حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں میں گھر سے نکل کر ابوبکر صدیقؓ کے پاس گیا اور پوچھا تم نے اس آدمی کا اتباع کر لیا ہے۔ حضرتؓ نے کہا کہ ہاں! اور تم بھی جاؤ اور ان کا اتباع کر لو وہ حق کی دعوت دیتے ہیں۔ حضرت طلحہؓ

نے جو کچھ راہب سے سُنا تھا اس کی حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خبر دی۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت طلحہؓ کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت طلحہؓ نے اسلام قبول کر لیا تو نوفل بن خویلد نے ان دونوں کو پکڑ کر ایک رسّی سے باندھ دیا۔ پھر چند نیک لوگوں نے ان کو کھلوایا۔ آپ کے متعلق متعدد سندوں سے یہ حدیث ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان طلحۃؓ شہید یمشی
علی وجہ الارض

یعنی حضرت طلحہؓ زمین پر چلتے شہید ہیں۔

غرضیکہ دونوں بزرگوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد بڑے عظیم الشان کارنامے انجام دیے ہیں۔ اسی طرح حضرت زبیرؓ کے متعلق منقول ہے کہ آپؓ آٹھ سال کی عمر میں اسلام لائے اور دس سال تک بحیثیت مسلمان کے مکہ مکرمہ میں کفار کے نرغے میں رہے۔ آپؓ کو آپ کے چچا چٹائی میں لپیٹ دیتے اور پھر چٹائی میں آگ لگا کر اس کی دھونی دیتے اور کہتے کہ کفر کی طرف لوٹ آؤ۔ حضرت زبیرؓ فرماتے "اب میں کبھی کافر نہ ہوں گا۔"

روایت ہے کہ آپ کے ساتھ ایک صاحب نے سفر کیا تو اس نے حفص بن خالدؓ سے بیان کیا کہ حضرت زبیرؓ نے غسل کرنے کے لئے پردہ ڈالا مگر اتفاق سے میری نگاہ حضرت زبیرؓ کے جسم مبارک پر پڑی تو دیکھا کہ آپ کا تمام جسم تلوار سے جگہ جگہ سے کٹا ہوا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے آپ کے جسم مبارک پر تلواروں کے اسقدر نشانات دیکھے ہیں کہ اتنے کسی کے جسم پر نہیں ہو سکتے۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا کہ یہ نشانات تم نے دیکھ لئے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا سن لو خدا کی قسم ان میں سے کوئی زخم ایسا نہیں جس کو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر اللہ کے راستے میں نہ کھایا ہو۔

(حیات صحابہؓ)

زبیرؓ اور طلحہؓ کی شہادت

حضرت خلیفہ ثالث دوسرے داماد رسول علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی اسلامی خدمات اور کثرت فتوحات کو دیکھ کر جن کے دل میں زیغ تھا اور اب اسلام کا مقابلہ کرنا بھی ان کے بس کی بات نہیں تھی انہوں نے سازشش کر کے ایک تحریک اٹھائی مگر ابن سبا ملعون نے یہ نکتہ سب کو سمجھا دیا کہ بظاہر اسلام کا اظہار کرتے اسلام کے خلیفہ کو مطعون کیا جائے۔ اس طرح کئی مخلص بھی شکار ہو جائیں گے۔ یہ واقعات بہت طویل ہیں۔ بہرحال ان غداروں نے اسلام کے خلیفہ کو شہید کر ڈالا اور ان کے گھر کو بھی لوٹ لیا گیا۔ اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰؓ کو مجبور کر کے آپؓ کی بیعت کر لی گئی۔ حضرت ذوالنورینؓ کے قصاص کی تحریک کا اٹھنا ایک لازمی امر تھا چنانچہ یہ تحریک بڑے زور سے اٹھی۔ اختلاف قصاص لینے میں نہیں تھا۔ ایک جماعت کا خیال تھا کہ قصاص فوراً لیا جائے اور ایک جماعت کا خیال تھا کہ فی الحال قصاص لینا ناممکن ہے۔ چنانچہ اس کے لئے مسلمانوں کو اسلام کے ان غداروں نے اکسپلائیٹ کر کے لڑوا دیا جو کہ پہلا معرکہ بصرہ میں ہوا۔ یہ لڑائی "جنگ جمل" کے نام سے مشہور ہے۔ جنگ جمل کو 'جمل' اس لئے کہتے ہیں کہ اونٹنی پر سوار ہو کر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اس کی کمان کر رہی تھیں اور یہ دونوں جلیل القدر صحابیؓ جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اس جنگ جمل میں ام المومنین حضرت عائشہؓ کے ساتھ حضرت خلیفۂ اسلام کے فوری قصاص کے مطالبہ میں حامی تھے۔ حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ کی شہادت اسی جنگ جمل میں پیش آئی جبکہ حضرت طلحہؓ کو عین لڑائی میں کسی نے تیر مار کر شہید کر دیا اور حضرت زبیر کا قصہ قدرے طویل ہے۔ آپؓ نے حضرت علیؓ سے چند باتیں کیں تو ارادہ بدل گیا۔

بیٹے کو بھی اس کی اطلاع دی کہ تم بھی جنگ کو چھوڑ کر میرے ساتھ چلو۔ مگر اس نے تو ایسے نہ کیا ہاں آپ چلدیے تو ایک شقی ازلی عمرو بن شقوان ملعون نے آپؓ کا تعاقب کیا۔ آپؓ نے جب دیکھا کہ یہ میرا پیچھا کر رہا ہے اور نماز کا وقت بھی آ گیا ہے تو آپؓ نے اس کو کہا کہ اے شخص میں نے تم کو امان دیدی۔ اس ملعون نے بھی یہ الفاظ دہرائے تو آپؓ نے نماز شروع کر دی۔ عین نماز کی حالت میں اس ملعون نے آپؓ کو شہید کر کے سر مبارک بھی علیحدہ کر دیا اور جب یہ "سر" حضرت علی المرتضیٰؓ کے سامنے لایا گیا تو آپ یہ سر دیکھ کر رو دیے اور اس کو جہنم کی وعید سنائی جو آپؓ نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی تھی۔ اس نے حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کی یہ ناراضگی دیکھ کر خودکشی کرتے ہوئے کہا کہ:

"یہ ایسا شخص ہے کہ جو اس کے طرفدار ہیں اس کے لئے وہ بھی جہنمی ہے اور جو مخالف جماعت کے ساتھ شامل ہو کر لڑے وہ بھی جہنمی ہے۔"

حالانکہ یہ بھی حضرت علی المرتضیٰؓ پر ایک بہتان ہے۔ ایک مرتبہ کسی نے دریافت کیا کہ اے امیر المومنین جنگ جمل و صفین میں جو قتل ہوئے ہیں ان کا انجام کیا ہوگا؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

"ان دونوں جماعتوں میں سے جو بھی صفائی قلب کے ساتھ مرا ہو گا وہ جنت میں جائے گا۔"

(مقدمہ ابن خلدون)

اولٰئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون۔

> **سچے موتی**
>
> جب کسی قوم کا بزرگ تمہارے پاس آئے تو اس کی عزت کرو

محمد عیسیٰ ترین

سرمایہ داری کی طرح کمیونزم کے بانی بھی یہودی ہیں

عالم کا یہ مادی فتنہ جس نے دو بلاکوں میں دنیا کو تقسیم کیا اور ان دونوں میں مستقر سرد یا گرم جنگ قائم ہے" یہودی فتنہ ہے۔ اسی ملعون قوم نے ان دونوں نظاموں کو تشکیل دی اور اپنے زورِ قلم سے عالم میں اس کو مقبول بنایا" اب پوری دنیا یہود چکی کے دو پاٹوں میں پسی جارہی ہے کیمونزم اور سرمایہ داری۔ یہ ملعون قوم صرف اس معاشی فتنہ کی علمبردار نہیں بلکہ تمام دینی فتنوں کا اصل سرچشمہ بھی یہود ہے۔

اور پھر اس تحریک کی ابتدا ہی انسانی تباہی پر رکھی گئی ہے اور انسانی خون بہانے کے خوگروں نے روس میں قیام کیمونزم کے لئے انیس لاکھ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ بیس لاکھ کو مختلف سزائیں دی گئیں اور پچاس لاکھ کو جلاوطنی کی سزائیں دی گئیں۔ اسٹالن نے کیمونزم کے لئے پانچ کروڑ مسلمانوں کو قتل کیا۔
کوہستان ۱۳ نومبر ۱۹۶۷ء

۳ دسمبر ۱۹۵۱ء میں پیرس کی اتحادی اسمبلی میں چینی نمائندہ نے رپورٹ پیش کی کہ کیمونزم قائم کرنے کے لئے ڈیڑھ کروڑ زمینداروں کو پھانسی پر لٹکایا۔

اس تحریک کا مقصد انسانوں کو سرمایہ داروں کے ظلم سے نجات دلانا تھا۔ اس لئے کیمونسٹ حکومتوں نے ذرائع معاش پر قبضہ کیا لیکن درحقیقت انہوں نے تمام سرمایہ داروں کو مٹا کر ذرائع معاش کو ایک سرمایہ دار کے ہاتھ میں دے دیا گویا متعدد سرمایہ داروں کو ایک سرمایہ دار میں تبدیل کیا جو کیمونسٹ حکومت ہے۔ متعدد سرمایہ داروں میں عوام کے لئے یہ سہولت تھی کہ اگر ایک سرمایہ دار کی طرف سے ان پر ظلم ہو تو دوسرے سرمایہ دار کی طرف رجوع کریں اور اس کے ہاں نوکری یا مزدوری اختیار کریں۔ لیکن جب سرمایہ دار صرف ایک ہو یعنی حکومت تو عوام ظلم کی صورت میں کہاں جائیں گے۔ سرمایہ داروں کے مظالم کے ازالہ کے لئے عوام عدالت اور حکومت کی طرف رجوع کرکے ظلم کا انسداد کرسکتے ہیں لیکن جب واحد سرمایہ دار خود حکومت ہو تو اس کے ظلم سے بچاؤ کی کوئی صورت باقی نہیں رہی۔ سرمایہ داروں کے مظالم سے نجات کے لئے نشر و اشاعت کے ذریعہ احتجاج اور مظاہروں کی شکل میں عوامی رائے پر اثر ڈال کر ظلم کا ازالہ کیا جاسکتا تھا لیکن کیمونسٹ حکومت جو واحد سرمایہ دار ہے اس میں یہ صورت بھی ممکن نہیں کیونکہ ذرائع نشر و اشاعت حکومت کے قبضہ میں ہیں اور ہر احتجاج اور مظاہرہ خلاف قانون ہے۔ ہڑتال کرکے مزدور سرمایہ داروں سے اپنے حقوق منوا سکتے تھے لیکن جہاں روٹی خود حکومت کے ہاتھ میں ہو وہاں ہڑتال کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ہڑتال کرنے کی صورت میں ہڑتال کرنے والے روٹی کہاں سے کھائیں گے۔ لیکن مزدوروں کی کمائی میں سے ان کو تین فیصد حصہ ملتا ہے۔ باقی ہر سرمایہ پر کیمونسٹ حکومت قبضہ کرتی ہے۔
بحوالہ سرمایہ دار اور اشتراکیت صـ ۵۲
اخذ از اسلام اور سوشلزم۔

کمیونزم معاشی ترقی کے خلاف ہے:

یہ تحریک فطرتاً معاشی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ معاشی اقتدار کا مدار شخصی منفعت کا جذبہ ہے۔ معاشی ترقی جوشِ عمل و محنت سے پیدا ہوتی ہے جس کے لئے انسانی فطرت میں محرک اس کی شخصی ملکیت اور شخصی منافع اور فوائد میں اضافہ ہے۔ ہر آدمی فطرتاً یہ چاہتا ہے کہ دوسروں سے زیادہ محنت کرکے زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرے اور اپنے املاک میں اضافہ کر دے۔ اگر اس جذبہ کو ختم کیا جائے اور ذرایع معاش سے بذریعہ محنت کمائی ہوئی دولت پر حکومت یا سٹیٹ کا قبضہ ہو تو تعمیل حکم میں آدمی محنت تو کرتا ہے لیکن یہ محنت اس رضا کارانہ محنت سے یقیناً کم ہوگی جو جذبہ اضافہ ملکیت کے تحت ہو خواہ محنت کرنے والے کو حکومت کی

طرف سے ضروریاتِ حیات کا انتظام کیوں نہ ہو کیونکہ صرف ضروریاتِ حیات کا جذبہ اکتساب دولت اور معاشی جدوجہد کا اصل محرک نہیں بلکہ اصل محرک جذبہ اضافہ ملکیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کمیونسٹ نظام نے اس غلطی کا احساس کرکے کمیونزم میں سابق نظریات میں ترمیم کرکے ایک حد تک شخصی ملکیت کو برقرار رکھنے کی اجازت دی۔ غیر فطری تحریکات کا انجام یہی ہوتا ہے۔

کمیونزم شرفِ انسانیت کا توڑ ہے

انسان کی اصل شرافت اس کی حریتِ فکر و عمل ہے۔ اگر یہ حریت نہ ہو تو انسان مقامِ شرفِ انسانیت سے گر کر ایک حیوان بن جاتا ہے۔ حیوانی زندگی کیا ہے۔ حیوان مثلاً گھوڑے بیل کا اپنا اختیار نہیں، وہ ہمارے اختیار کے مطابق چلتا ہے۔ جو کام ہم اس سے لینا چاہیں وہی انجام دیتا ہے اور پھر ہم اس کو گھاس دانا کھلاتے ہیں۔ کمیونزم عوام سے اسی طرح کام لیتا ہے جیسے انسان حیوان سے اور پھر اس کے روٹی، کپڑے کا بندوبست کرتا ہے۔ کمیونزم سٹیٹ کے سامنے انسان کے فکر و عمل کی آزادی اور اپنا منشاء ختم ہو جاتا ہے اور سٹیٹ کے منشا کو پورا کرنا اس کی زندگی کا مقصد بن جاتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ انسان کی صورت میں حیوان بن کر سٹیٹ کے منشا کی تکمیل کے لئے کام کرتا ہے اور اس کے عوض میں روٹی کپڑا حاصل کرتا ہے۔ کمیونزم نے حقیقی خدا کا تو انکار کیا لیکن سٹیٹ اور حکومت کے چند باقتدار افراد کو خدا بنانے کی تلقین کرتا ہے جو حقیقی خدا سے بغاوت اور اپنے جیسے عاجز مصنوعی خدا کی اطاعت گذاری کی ایک خود ساختہ شکل ہے۔ ان دونوں خداؤں میں بڑا فرق ہے۔ اصلی خدا جان اور روزی دیتا ہے اور مصنوعی خدا نان دے کر جان چھینتا ہے۔ جان سے مراد شرفِ انسانیت ہے ؎

آں خدا نانے دہد جانے دہد
ایں خدا نانے دہد جانے برد
آں خدا یکی است ایں صد پارۂ
آں ہمہ چارہ و ایں بیچارہ

کمیونزم کی بنیاد نفی پر ہے اثبات پر نہیں حالانکہ صرف نفی سے تسکینِ قلب نہیں ہوتی۔ جب تک اصلی خدا کا اثبات نہ ہو جو دل کے لئے سہارا بن سکے۔ اگر یہ سہارا اٹھ جائے تو انسانِ ضعیف کی پُر آلام و مصائب زندگی کے لئے کوئی سہارا باقی نہیں رہتا۔ کمیونزم کا یہ حال ہے کہ بقول اقبالؒ

کردہ ام اندر مقاماتش نگہ
لا سلاطین لا کلیسا لا الٰہ
فکر او در تند باد لا بماند
مرکبِ خود را سوئے الا نراند

اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو کمیونزم کے یہ تین منفی ستون بھی غلط ہیں۔ لا الٰہ میں اصلی خدا قادرِ مطلق کا تو انکار ہے لیکن کمیونزم میں حکمران جو کہ عاجز انسان ہے اس کی خدائی کا اقرار ہے، یعنی ذاتِ قوی کی خدائی سے انکار اور ضعیف عاجز اور فانی کی خدائی کا اقرار ہے۔ اسی طرح لا سلاطین میں چھوٹے بادشاہوں کا انکار ہے۔ لیکن سٹیٹ حکمران ایک بڑے سلطان کی سلطانی کا اقرار ہے اور بقول چھوٹے سانپوں کو ہٹا کر ایک بڑے اژدھا کو ان کی جگہ مسلط کرنے کا اقرار ہے۔ لا کلیسا میں مذہب کا انکار ہے یعنی اصلی الٰہی خدائی مذہب کا تو انکار ہے لیکن خود ساختہ مصنوعی انسانی مذہب کا اقرار ہے جو خود کمیونزم کے اصول ہیں جن کو انہوں نے مذہب سے بڑھ کر اپنے لئے لائحۂ حیات بنایا ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت تاریخ ضرور لکھا کریں۔

(ادارہ)

بقیہ: اتحادِ اسلامی ... جذبات

کرنے کی کوششیں شروع کر دی تھیں، لیکن ان کے اس جذبہ میں مجاہدین کے مختلف جماعتوں کی انتشار پسندی حائل رہی۔ انہوں نے اس سلسلہ کے آغاز میں سب سے پہلے صوبہ زرمت میں اپنی باقاعدہ صوبائی حکومت کا اعلان کیا تھا جس کی سرپرستی اور انتظام فضلاء حقانیہ کر رہے تھے۔ اسی طرح صوبہ پکتیا میں حزب اسلامی (خالص گروپ) نے اس مہم کا آغاز کیا تھا جس کی قیادت امیر جماعت مولانا محمد یونس فاضل حقانیہ کر رہے تھے۔ حرکت انقلاب اسلامی افغانستان نے گذشتہ دنوں باقاعدہ اپنی جماعت کی طرف سے یہ اعلامیہ جاری کیا ہے کہ جملہ مجاہدین ہر محاذ پر متحد ہو کر روسی افواج کے خاتمہ کے لئے کمربستہ رہیں، اور انتشار پھیلانے والے شر پسند عناصر سے دور رہنے کا حکم جاری کیا گیا ہے اور بقول شاعر ؎

یا مسلمون تنبّھوا واستیقظوا
انّ العدوّ بارضکم یترصّدُ
فبرایۃِ الاسلام فاعتصموا
ولا تھنوا وتحت لوائہ فتوحّدوا!

کا عملی درس دیا ہے۔ افغان مجاہدین کی ایمانی حرکت پیغام اتحاد سے اور بھی بیدار ہو گئی ہے، اور اب زندہ جذبات کے ساتھ وہ ایسے نقوش بنا کر ؎

مٹا سکے گا نہ کوئی جنہیں زمانے سے

ادارہ ترجمانِ اسلام
کے چیف رپورٹر
جناب راؤ منوّر احمد خاں
صوبہ سندھ کے دورہ
پر ہیں (ادارہ)

شہر شہر سے — ترتیب: قمر ہاشمی

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اُمت کے عظیم محسن ہیں

صحابہ کرامؓ پر تنقید و تنقیص کو قابلِ سزا جرم قرار دیا جائے

سہ روزہ رفیق ہجرت کانفرنس سے علامہ مفتی احمد الرحمٰن، مولانا عبدالرزاق عزیز، مولانا خان محمد ربانی، قاری عبدالباعث صدیقی اور حافظ عبدالقیوم کا خطاب

علامہ مفتی احمد الرحمٰن مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ اور نظام العلماء کے راہنما نے کہا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ امت کے عظیم محسن ہیں۔ انہوں نے آنحضرت علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی رفاقت کا حق ادا کیا ہے۔ وہ نظام العلماء کراچی کے زیر اہتمام تین روزہ رفیق ہجرت کانفرنس کے پہلے اجلاس سے جامع مسجد طور شیر شاہ کالونی سے خطاب فرما رہے تھے۔ انہوں نے کہا یہ اعزاز صرف اور صرف خلیفۂ اوّل کا حصہ ہے کہ ان کو خود خدا کے رسول علیہ السلام نے شب ہجرت کی رفاقت کیلئے منتخب کیا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ ہی کے متعلق فرمایا کہ میں نے سب کے احسانات کا بدلہ چکا دیا ہے، اگر میں احسانات کا بدلہ نہیں چکا سکا تو وہ صرف صدیق اکبرؓ ہیں۔ انؓ کے احسانات کا بدلہ خود اللہ تعالےٰ قیامت کے روز عطا کریں گے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سیرۃ امت مسلمہ کے لئے ایک نمونہ ہے۔

کانفرنس سے مولانا خان محمد ربانی، مولانا عبدالرزاق عزیز، مولانا قاری عبدالباعث صدیقی اور حافظ عبدالقیوم نعمانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا یہ ملک خلافت راشدہ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا، لیکن یہ امر حد درجہ افسوسناک ہے کہ یہاں برملا صحابہ کرامؓ پر تنقید بھی کی جاتی ہے اور ان کی تنقیص بھی۔ انہوں نے کہا اس سلسلہ کو برداشت نہیں کیا جائیگا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ صحابہ کرامؓ کی ناموس کے تحفظ کے لئے بھی ضابطہ بنایا جائے اور صحابہؓ کی توہین کو قابلِ تعزیر جرم قرار دیا جائے۔

کانفرنس میں مولانا محمد لطف اللہ، جناب عمران شاہ، مولانا احمد جان، محمد یعقوب انصاری، ارشاد احمد، حافظ عبدالستار نے بھی شرکت کی۔ قاری عبدالصبور نے ہدیۂ نعت پیش کیا۔

نظام العلماء:

ضلع جیکب آباد تحصیل ٹھل نوگوٹھ سید احمد شاہ کا ایک اجلاس زیر صدارت علامہ مولانا محمد شاہ صاحب امروٹی، نائب امیر نظام العلماء پاکستان منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید قاری عبدالغفور صاحب بروہ نے کی۔ بعد میں مولانا غلام قادر صاحب نے علمائے دیوبند کے کارناموں پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے نظام العلماء کے مقاصد سے روشناس کرایا۔ بعد میں انتخاب عمل میں لایا گیا:

امیر	سید احمد شاہ صاحب
نائب امیر اول	حضرت مولانا الحاج عمر الدین صاحب کھوسہ
نائب امیر دوم	حضرت مولانا فیض محمد صاحب ڈول جیکب آبادی
ناظم اعلیٰ	میر الحاج علی نواز خان کھوسہ
ناظم اوّل	الحاج رشید احمد صاحب سیال کندہ کوٹی
ناظم دوم	مولانا عبدالحمید صاحب کھوسہ
خازن و سالار	مولانا عبدالسمیع ساوند

جلالپور پیروالہ کا اہم مسئلہ حل ہونا

جلالپور پیروالہ ضلع ملتان کا ایک اہم تاریخی مگر نہایت پسماندہ علاقہ ہے۔ اس کے چاروں طرف تھوڑے تھوڑے فاصلے پر چھوٹے بڑے بیشتر شہر ہیں مگر یہاں سے شجاعباد کے علاوہ کسی طرف بھی کوئی پختہ سڑک نہیں ہے جس کی وجہ سے یہ قصبہ دوسرے علاقوں سے کٹا ہوا ہے جبکہ یہاں سے لودھراں بہاول پور، شہر سلطان، علی پور، احمد پور شرقیہ شجاعباد تمام شہر پندرہ تا پچیس میل کے فاصلے پر ہیں۔ یہاں سے صرف شجاعباد کو ایک ہی سڑک جاتی ہے جو جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ جانے کی وجہ سے نہ ہونے کے مترادف ہے اور یہی وجہ ہے کہ علاقہ آج تک ترقی نہیں کر

سکا۔ صدیوں پرانا قصبہ ہونے کے باوجود پورے پنجاب میں ترقی کے میدان میں سب سے پیچھے رہ گیا ہے اگر یہاں سے ایمن والہ تک سڑک بنا کر بسوں کے روٹ جاری کر دیے جائیں تو اس علاقہ کا ضلع بہاولپور سے ملاپ ہو سکتا ہے اور لوگوں کو آمد و رفت کے لئے کافی ذرائع میسّر ہونے کے علاوہ سندھ کے علاقہ کا سفر بھی کم ہو جائے گا۔ یہاں سے ایمن والہ تک کا ٹکڑا صرف چھ میل ہے جبکہ دریائے ستلج پر کشتیوں کا پُل ہر سال ویسے بھی بنایا جاتا ہے اور خیرپور ڈھا سے اوچشریف تک اور احمد پور شرقیہ تک پختہ سڑک ہے مگر صرف چھ میل کا ٹکڑا علاقے کی آمد و رفت میں رکاوٹ ہے۔ اسی طرح جلالپور پیروالہ تالو دھراں روڈ کا بھی کافی حصّہ پختہ ہے۔ جلالپور پیروالہ کی طرف سے اگر باقی سڑک بھی پختہ بنا دی جائے تو علاقہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے اور سڑکیں بن جانے سے عوام کو بھی سفری سہولتیں میسّر آسکتی ہیں۔

اس لئے اعلیٰ حکام سے اپیل کرتے ہیں کہ ازراہ نوازش اس نئے بجٹ میں ان سڑکوں کی تعمیر کی منظوری دینا از حد ضروری ہے جبکہ تیل کی قلّت ہے اور مہنگائی ہے اگر یہ سڑکیں بنا دی جائیں تو کراچی شہر سے رابطہ قائم ہو سکتا ہے اور پورا ایک سو میل کے فاصلے کی بچت ہو جائے گی۔ ہمیں امید ہے ہمارے ان مسائل پر ضرور توجہ دی جائے گی۔

عبدالرحمٰن جامی النقشبندی

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحؒ کی وفات سے

ملک ایک مجاہد عالم دین سے محروم ہو گیا ہے۔ مولانا عبدالشکور دین پوری

نظام العلماء رحیم یار خان کے زیرِ اہتمام شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کی یاد میں ایک تعزیتی اجلاس مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی نائب امیر نظام العلماء ضلع رحیم یار خان کی صدارت میں مکی مسجد میں منعقد ہوا جس میں مولانا عبدالشکور دین پوری صدر مجلس تحفظ اہلسنّت پاکستان نے خطاب کرتے ہوئے شیخ القرآنؒ کو شاندار خراجِ تحسین پیش کیا۔ مولانا دین پوری نے کہا کہ حضرت شیخ القرآنؒ کی وفات سے ملک ایک عظیم مفسر، نڈر اور بے باک عالم دین اور مبلغ اسلام کے وجود سے محروم ہو گیا ہے۔ مولانا رشید احمد لدھیانوی ناظم نظام العلماء رحیم یار خان نے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے حضرت شیخ القرآنؒ کے مشن کو زندہ و تابندہ رکھنے کا یقین دلایا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مرکزی مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوّت پاکستان نے کہا کہ شیخ القرآنؒ نے اپنی ساری زندگی توحید و سنّت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید کے لئے وقف کی ہوئی تھی۔ قاری حماد اللہ شفیق جنرل سیکرٹری نظام العلماء رحیم یار خان نے کہا کہ مکی مسجد رحیم یار خان کے در و دیوار اور محراب و منبر شیخ القرآنؒ کی وفات پر نوحہ کناں ہیں کیونکہ شیخ القرآنؒ یہاں بارہا مرتبہ تشریف لائے۔ آخر میں اسکول اور سکولوں میں حضرت شیخ القرآنؒ کی ترقی درجات کی دعا کی گئی اور پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔

واضح رہے کہ مولانا غلام ربانی ضلعی امیر نظام العلماء رحیم یار خان حضرت شیخ القرآنؒ کے جنازہ میں شرکت کی وجہ سے خطاب نہ کر سکے۔

موت العالم موت العالم

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کی وفات پر مکۃ المکرمہ میں اظہارِ غم۔

بیت اللہ شریف میں مولانا کے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی اور خصوصی دعائیں کی گئیں۔ مکہ مکرمہ سے سید نثار احمد شاہ امروٹی، میر احمد خان لغاری، مولانا غلام رسول مولوی عبدالحلیم نے کہا ہے کہ شیخ القرآنؒ کی وفات نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام کا نقصان ہے۔ درحقیقت مولانا مرحوم کی شخصیت دیوبند کی اعلیٰ ترین ترجمان تھی جنہوں نے قرآن پاک اور توحید باری تعالےٰ کے لئے پوری عمر وقف کر دی تھی۔ مولانا کی وفات سے پاکستان میں جو خلا پیدا ہوا ہے اس کی تلافی مشکل ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مولانا کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

میر احمد خاں لغاری
پوسٹ بکس ۴۳،
مکہ مکرمہ۔ سعودی عرب

اظہارِ تعزیت

مجلس تحفظ حقوق اہلسنّت جلالپور پیروالا کا اجلاس زیرِ صدارت ڈاکٹر رشید احمد یزدانی منعقد ہوا جس میں عبدالرحمٰن جامی النقشبندی مولانا خلیل احمد، قاری محمد یعقوب نقشبندی نے شاعرِ تنظیم اہلسنت والجماعت خان محمد کمتر کی اچانک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ اللہ تعالےٰ سے دعا کی کہ مرحوم کی مغفرت فرما کر جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے آمین!

عبدالرحمٰن جامی النقشبندی
نائب ناظم
مجلس تحفظ حقوق اہلسنّت والجماعت
جلالپور پیروالہ، ضلع ملتان

محمد جمیل خان

مفسرِ قرآن

مولانا غلام اللہ خانؒ کی دینی خدمات

۲۷ مئی بروز منگل دبئی میں پاکستان کے ممتاز عالم دین اور مفسر قرآن مولانا غلام اللہ خان" اس دار فانی سے رخصت ہو گئے" انا للہ وانا الیہ راجعون۔"

مولانا غلام اللہ خان کا شمار راولپنڈی کے مشہور عالم دین اور پاکستان کے مشہور خطیبوں میں رہا ہے۔ مولانا مرحوم کی دینی خدمات اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا شمار اس مضمون میں ممکن نہیں۔ مولانا مرحوم کی حق کی ادائیگی کے لئے چند کلمات تحریر کر رہا ہوں تاکہ آخرت کے لئے باعثِ اجر بن جائیں۔

مولانا مرحوم کا تعلق ضلع اٹک (سابقہ کیمبل پور) کے ایک گاؤں "دریا" سے تھا۔ یہیں آپ کی پیدائش ہوئی اور وہیں آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم آپ نے کچھ ہزارہ میں بھی حاصل کی۔ اس کے بعد آپ مکمل دینی تعلیم کے حصول کے لئے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لے گئے جہاں اس وقت ہندوستان کے مشہور علماء علم حدیث کا درس دے رہے تھے۔ ان میں سب سے اہم شخصیت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی تھی۔ مولانا مرحوم نے احادیث کی زیادہ تعلیم ان سے حاصل کی اور حدیث میں آپ کے استاد تحریک پاکستان کے عظیم راہنما شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ بھی تھے۔ علم تفسیر کا درس آپ نے مشہور قرآن مجید کے استاد مولانا حسین علی سے حاصل کیا اور اس فن میں آپ کو کمال کا عبور حاصل تھا۔ اس کے علاوہ علم المعقولات کی تعلیم آپ نے استاذ الاساتذہ مولانا غلام رسول صاحب سے حاصل کی۔ آپ تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے علاقے میں تشریف لائے اور یہاں آپ نے اس تعلیم کی اشاعت شروع کی۔ اسی سلسلے میں آج سے چالیس سال قبل آپ نے راولپنڈی میں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی جس کا نام دار العلوم تعلیم القرآن رکھا۔ اس دار العلوم میں ابتدائی تعلیم سے لے کر درس نظامی کی اختتامی تعلیم بھی دی جاتی ہے، اور اسوقت تک اس مدرسہ سے ہزاروں طالب علم فیض یاب ہو چکے ہیں۔ مولانا مرحوم کو دیگر علوم کے ساتھ قرآن مجید کے علم سے بہت زیادہ شغف تھا اور اس سلسلے میں ان کی خدمات بہت ہی زیادہ ہیں۔ وہ تقریباً تیس، پینتیس سال سے رجب کے مہینہ کے آخر سے قرآن مجید کے درس کا دورہ شروع کرتے تھے۔ اس دورہ میں تقریباً پانچ سو طلبہ ہر سال داخل ہوتے تھے اور ان طلبہ میں بہت سے علماء اور مدارس کے اساتذہ بھی شریک ہوتے تھے۔ مولانا مرحوم فجر کی نماز سے لے کر رات گیارہ بجے تک وقفہ وقفہ سے قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر بیان فرماتے اور ان علوم کے طلبہ مستفیض ہوتے اور دو ماہ کی مدت میں ان طلبہ کو پورے قرآن مجید کی تعلیم ترجمہ اور تفسیر اور دیگر نکات سے دی جاتی۔ اس طرح مولانا مرحوم کے شاگردوں کی تعداد ایک لاکھ سے اوپر بن جاتی ہے۔ مولانا مرحوم صرف تفسیر قرآن ہی کے ماہر نہیں تھے بلکہ علم المعقولات میں اور احادیث کے علم میں بھی ان کی معلومات اور مطالعہ کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص نے مولانا مرحوم سے حدیث کی مستند کتاب مسلم شریف پڑھانے کی درخواست کی جو کہ مولانا مرحوم نے قبول فرمائی۔ اس کا کہنا ہے کہ میں سمجھا تھا کہ مولانا مرحوم صرف تفسیر قرآن ہی میں مہارت رکھتے ہوں گے مگر جب ان سے حدیث کی کتاب پڑھی تو ان کی علمیت کا سکہ مجھ پر بیٹھ گیا۔ تفسیری خدمات میں مولانا مرحوم کی ایک تفسیر جواہر القرآن لکھا ہے جو کہ تین جلدوں پر مشتمل ہے اور تفسیر کے ذخیروں میں ایک مستند اضافہ ہے اور علماء کرام مسائل کے حل میں اس سے امداد لیتے ہیں۔ مولانا مرحوم کے دو اور مدرسے بھی دینی خدمات انجام دے کر مولانا مرحوم کے لیے صدقہ جاریہ کا کام دے رہے ہیں۔ ایک اٹک میں بہ اشاعت العلوم اور ایک مولانا مرحوم کے آبائی گاؤں دریا میں مدرسہ حسینیہ۔ مولانا مرحوم کو خطابت میں ملکہ حاصل تھا اور پورے ملک میں ان کی تقریر بہت ذوق شوق سے سنی جاتی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ کراچی کے لوگ جب مولانا مرحوم کو دعوت دینے جاتے تھے تو تین چار ماہ قبل ان سے وقت لینا پڑتا تھا کیونکہ مولانا مرحوم کی کوئی ساعت ایسی نہ تھی جو کہ تقریر سے خالی ہو۔ اس طرح مولانا مرحوم کی زندگی کا ہر لمحہ تبلیغ دین میں مصروف رہتا تھا۔ مولانا مرحوم کا قرآن مجید پڑھنے کا طرز بہت ہی عمدہ تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا قرآن مجید کا نزول ہو رہا ہو۔ خصوصاً جب آپ دوران تقریر قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تو پورے مجمع پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور دل یہ چاہتا تھا کہ یہ تلاوت کبھی بھی ختم نہ ہو۔ مولانا مرحوم کو باطل فرقوں کی تردید میں بھی ایک مقام حاصل تھا اور باطل فرقہ ان سے ہمیشہ لرزہ براندام رہتا تھا۔ ان کو طرح طرح کی تکالیف دی گئیں۔ ان پر قاتلانہ حملہ بھی ہوا۔ مولانا مرحوم ایک نڈر بیباک

غریب اور کم تنخواہ پانے والے ملازمین کہاں جائیں اور کیا کریں؟

قلیل تنخواہ پر گذر اوقات کرنے والے سرکاری ملازمین اور پاکستان کا غریب اور محنت کش طبقہ آجکل بڑی مشکلات میں مبتلا ہے۔ مہنگائی کا عفریت انہیں نگل جانے کے لئے ہر وقت منہ کھولے کھڑا ہے۔ گذشتہ دو سال میں گرانی نے تمام سابقہ ریکارڈ توڑ کر رکھ دیے۔ ایندھن۔ تیل۔ گاڑی کے کرائے۔ مزدوری زمین۔ مکان کا کرایہ۔ گڑ۔ شکر۔ سبزیات گوشت کونسی ایسی ضرورت ہے جس کی قیمت میں دو اور سہ چند اضافہ نہیں ہوا۔ کسی غریب کا مکان گر جائے تو پچاس روپے میں معمار۔ بیس روپے یومیہ مزدور کی ایک دن کی مزدوری کہاں سے ادا کرے۔ لوہا اور لکڑی کے دام سن کر جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے بجائے خوشی کے مہمان آجائے تو گھڑوں پانی پڑ جاتا ہے۔ شربت کا ایک گلاس دو روپے۔ بوتل ڈھائی روپے۔ کھانڈ آٹھ روپے سیر۔ سبزی چار روپے سے زائد اور گوشت سولہ سے لے کر بیس روپے سیر تک اشیائے خوردنی اور مشروبات خواہ غریبانہ ہی سہی ذرا اندازہ تو لگائیں کس قدر ایک وقت کا خرچہ اٹھتا ہے۔ اوسط درجے کا ایک کنبہ جو پانچ چھ افراد پر مشتمل ہو ایک وقت کے کھانے اور سالن پر کتنی رقم خرچ ہوگی۔ ایک دیانت دار ملازم اور ملک کا ایک غریب شہری یہ رقم کس طرح اور کہاں سے پیدا کرے گا اور پھر کسی جگہ گرانی کو قرار نہیں بلکہ آئے دن اس میں اور بھی اضافہ ہے۔ خورد و نوش اور لباس کے علاوہ اور بھی اخراجات ہیں۔ آنا جانا، شادی مرگ، تعلیم، نکاح اور دیگر امور کو سرانجام دینے کے لئے بھی کافی رقم کی ضرورت ہے۔

ایک چارپائی جو دس روپے میں تیار ہو جاتی تھی اب اس کے پائے اور چولیں ٹھیک کرنے پر بیس روپے خرچ ہو جاتے ہیں۔ ایک لحاف کسی طرح ایک سو سے کم میں تیار نہیں ہو سکتا۔ پرائیویٹ یا سرکاری شفاخانہ میں کسی مریض کے داخلے اور بعد از علاج واپسی بشرط زندگی۔ آپریشن معمولی بھی ہو تو دو ہزار سے کم خرچ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مقدمات سے خدا ہی بچائے۔ اگر اتفاقاً کسی حادثہ کا آپ شکار ہو جائیں تو پھر دوگونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را والا معاملہ ہے۔ درمیانے درجہ کے گھر کا پورا اثاثہ ختم کرنے کے بعد بھی آپ زندہ ہیں تو شکر کریں جان بچی اور لاکھوں پائے۔

امورِ خانہ داری سے واقف کسی باشعور مرد یا عورت سے حساب کرنے کے بعد بتائیں گھی۔ مرچ۔ مسالہ، گوشت یا سبزی ایندھن دال وغیرہ کا ایک اوسط درجے کنبہ کا ہانڈی کا صرف صرف دس بارہ روپے سے قطعاً کم نہیں ہوگا۔

لمحۂ فکریہ

کیا یہ سب کچھ بین الاقوامی مہنگائی کا نتیجہ ہے؟ کیا پاکستان میں پیداوار کے اندر کمی آگئی ہے؟ کیا ملک غلہ کی کمی کا شکار ہے؟ کیا یہاں کا مزدور اور کسان کام نہیں کرتا؟ ہزاروں افراد اس بات کے شاہد ہیں جو دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ میں شرکت کے بعد بھارت سے حال ہی میں واپس آئے کہ پاکستان میں مہنگائی انڈیا کی نسبت بہت زیادہ ہے، وہاں چائے کی پیالی ۲۵ پیسے۔ گوشت کی پلیٹ وہ بھی دہلی کے مرکزی مقام چاندنی چوک میں ۴۰ پیسے علیٰ ہٰذہ گاڑیوں کے کرائے معمولی اور دیگر اشیاء بہت سستی۔ پاکستان میں منافع خوری کا ذہن اسقدر ظالمانہ ہے کہ ایک کے جب تک دس نہ کرلیں چین نہیں آتا۔ حکومت کی پالیسی اشیاء پر کنٹرول قائم رکھنے کے بارے میں مکمل طور پر ناکام ہے۔ اس وقت تاجر طبقہ اور بڑے زمیندار روپے میں کھیل رہے ہیں اور غریب عوام پس رہے ہیں۔ اس وقت کوئی محکمہ بھی الا ماشاء اللہ صحیح معنوں میں قوم کا خادم نہیں۔ محکمہ تعلیم اور ڈاکخانہ جات یا چند ایک سرکاری شعبے اس قسم کے آپ کو مزدور گر مسکین نظر آئیں گے جو بامر مجبوری محض تنخواہ پر قناعت کرتے ہیں اور وہی اسوقت سب سے زیادہ پریشان ہیں۔ چند سرمایہ دار یا مشیروں کا وہ گروہ جو حکومت کو یہ مشورہ دیتا ہے نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز۔ وہی تمام خرابی کی بنیاد ہے۔ ہم اسلام کا نام کتنے ہی خلوص اور بلند بانگ دعووں سے لیں عملاً تمام صورتِ حال سوشلزم کی داعی اور مددگار ہے۔ ابھی وقت ہے کہ حکومت تمام صورتحال کا سختی سے نوٹس لے اور قیمتوں میں استحکام اور کمی پیدا کرے ورنہ ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے کی مثال بھی صادق آئے گی ؎

الٰہی مدد کر تو میرے وطن کی
کہ طوفان کناروں سے ٹکرا رہا ہے

طلبہ کی سرگرمیاں

رپورٹنگ: ظہیر میر

مری کنونشن کی تیاریاں مکمل کر لی گئیں

عنقریب معاونت سازی کی مہم کا آغاز کر دیا جائے گا

جمعیۃ طلبہ اسلام آزاد جموں کشمیر کی کنوینگ باڈی کے اراکین کا اعلان کر دیا گیا

گذشتہ روز خانیوال ضلع ملتان میں صوبہ پنجاب کی کنوینگ باڈی کا ایک اہم اور ہنگامی اجلاس جناب خالد محمود وٹو چیئرمین کنوینگ کمیٹی پنجاب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں تنظیمی صورتحال پر غور کے علاوہ دیگر امور بھی زیر بحث آئے۔ اجلاس میں مری کنونشن کے انتظامات کے لیے دو رکنی کمیٹی ترتیب دی گئی۔ اس کمیٹی کے صدر جناب ملک خلیل احمد اعوان اور ان کے معاون خصوصی جناب ظفر یٰسین بٹ منتخب کئے گئے۔ چنانچہ یہ دونوں حضرات گذشتہ دنوں مری تشریف لے گئے۔ وہاں انہوں نے انتظامات کا جائزہ لیا۔ چنانچہ اس مذکورہ کمیٹی کے صدر جناب ملک خلیل احمد اعوان کی رپورٹ کے مطابق یہ کنونشن جو ۶ سے ۱۱ جولائی کو جامع مدینہ مسجد لنگر کسی میں منعقد ہوگا۔ کنونشن کی تمام تیاریاں مکمل کر لی گئی ہیں۔ کنونشن میں صوبہ پنجاب کے علاوہ دوسرے صوبوں کے چیدہ چیدہ حضرات بھی شرکت کریں گے۔

دریں اثنا ایک بیان میں جناب ندیم اقبال اعوان چیئرمین مرکزی کنوینگ کمیٹی اور جناب ظہیر میر جنرل سیکرٹری مرکزی کنوینگ نے طلباء سے اپیل کی ہے کہ وہ اس اجتماع کو کامیاب بنانے کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ کنونشن میں شرکت کے لیے مرکزی دفتر کو قبل از وقت آگاہ کریں تاکہ انتظامات میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔

معاونت سازی:

جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کی مرکزی کنوینگ کمیٹی کے چیئرمین جناب ندیم اقبال اعوان نے ایک بیان میں کہا ہے کہ معاونت سازی کی مہم کا عنقریب آغاز کر دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا ہے کہ مالی دشواریوں کی وجہ سے معاونت سازی کے فارم ابھی تک شائع نہیں ہو سکے۔ بہرحال عنقریب پورے ملک میں یہ فارم نئے سرے سے طبع کرا کے بھیج دیے جائیں گے۔ انہوں نے تمام صوبوں کے کنوینر حضرات سے اپیل کی ہے کہ وہ جلد از جلد اپنے صوبے کے تمام اضلاع کے کنوینر اور کنوینگ کمیٹی کے اراکین کا انتخاب کر لیں تاکہ معاونت سازی کی مہم کو بھرپور طریقے سے کامیاب بنایا جا سکے۔

آزاد کشمیر:

جمعیۃ طلبہ اسلام آزاد کشمیر کے مرکزی دفتر راولپنڈی میں جمعیۃ کا ایک اجلاس زیر صدارت جناب سعید یوسف چیف کنوینر جمعیۃ طلباء اسلام آزاد کشمیر منعقد ہوا۔ اجلاس سے جناب ابراہیم عزیز۔ محمد حبیب صدیقی اور محمد امین نے خطاب کیا۔ انہوں نے طلبہ پر زور دیا کہ وہ تمام تر صلاحیتیں حصول علم کے لئے صرف کر دیں۔ یکسوئی اور محنت کے ساتھ تعلیم حاصل کریں اور اپنی زندگیوں کو اسلامی سانچے میں ڈھالیں۔

اس اجلاس میں جناب سعید یوسف نے ایک کنوینگ کمیٹی کا اعلان کیا جو عنقریب پورے آزاد کشمیر کا دورہ کرے گی۔ دوسرے کا اعلان جون کے آخر میں کر دیا جائے گا۔

کنوینگ کمیٹی میں درج ذیل حضرات شامل ہیں:

۱۔ ابراہیم عزیز ۲۔ تصدق حسین

۳۔ محمد حبیب صدیقی ۴۔ صادق حسین (باغ)

۵ نذر الرحمٰن

شکرگڑھ (ضلع سیالکوٹ)

گذشتہ روز جمعیۃ طلبہ اسلام شکرگڑھ کے زیر اہتمام جامع مسجد مکی مین بازار شکرگڑھ میں یک روزہ "اولیائے امت کانفرنس" منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے حضرت مولانا زاہد الراشدی ناظم نشر و اشاعت نظام العلماء پاکستان۔ جناب میاں محمد عارف ایڈووکیٹ سابق صدر جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان۔ جناب ظہیر میر جنرل سیکرٹری مرکزی کنوینگ کمیٹی جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان اور ممتاز صحافی اور جمعیۃ کے نوجوان رہنما جناب جاوید اقبال کے علاوہ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب، حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب اور جناب محمد اعظم خان کنوینر جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع سیالکوٹ نے بھی خطاب کیا۔

اس موقع پر مسجد اور ارد گرد کے علاقے کو اشتہارات اور مختلف بینرز سے خوب سجایا گیا تھا۔ اس کانفرنس میں جمعیۃ طلبہ اسلام

سے منسلک بے شمار ساتھیوں نے شرکت کی۔ یہ کانفرنس مقامی کونسل کمیٹی کے زیرِ صدارت منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جناب میاں عارف سابق صدر جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان نے کہا کہ اولیائے امت نے اسلام کی سربلندی کے لیے جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ ناقابلِ فراموش ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آج عجیب دور گذر رہا ہے کہ ہر ملنگ اپنے آپ کو ولی کہتا ہے۔ جناب میاں صاحب نے طلباء کو علماءِ حق کے قافلے سے تعلق رکھنے کی تلقین کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا زاہد الراشدی نے جمعیۃ شکرگڑھ کے ساتھیوں کا یہ عظیم الشان کانفرنس منعقد کروانے پر شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے خلافتِ راشدہ کے دور سے لے کر موجودہ دور تک تاریخ کے اوراق الٹتے ہوئے اولیاء کرام کے کارناموں سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ انہوں نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے اپنے آپ کو تیار کریں۔

مستونگ جمعیۃ طلبہ اسلام مستونگ کی ایک پریس ریلیز کے مطابق جمعیۃ کے مقامی تمام یونٹوں کے انتخابات مکمل کروا دیے گئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

یونٹ ۱۔ کنوینر محمد حنیف، ۲۔ عبدالرحمٰن، ۳۔ اللہ بخش
۴۔ نصراللہ، ۵۔ حافظ محمد ابراہیم ۶۔ عبدالرحمٰن ۷۔ عبیدالرحمٰن
۸۔ سید محمد

جمعیۃ طلبہ اسلام کے پروگرام سے متاثر ہو کر درج ذیل طالب علموں نے شمولیت کا اعلان کیا ہے:

۱۔ محمد نواز	ڈگری کالج مستونگ
۲۔ عبدالوہاب	〃 〃 〃
۳۔ محمود احمد	〃 〃 〃
۴۔ عبدالقدوس	〃 〃 〃
۵۔ محمد یار	گورنمنٹ پائلٹ سکول مستونگ
۶۔ عبیداللہ	〃 〃 〃 〃
۷۔ فرید احمد	〃 〃 〃 〃
۸۔ سعید احمد	〃 〃 〃 〃
۹۔ فاروق شاہ	〃 〃 〃 〃
۱۰۔ عنایت شاہ	〃 〃 〃 〃
۱۱۔ محمد رفیق	〃 〃 〃 〃
۱۲۔ غلام فاروق	〃 〃 〃 〃
۱۳۔ احمد شاہ	〃 〃 〃 〃
۱۴۔ بشیر احمد	〃 〃 〃 〃
۱۵۔ علی احمد	〃 〃 〃 〃
۱۶۔ نور الحق	〃 〃 〃 〃
۱۷۔ منظور احمد	گورنمنٹ پائلٹ سکول مستونگ
۱۸۔ جمال الدین	〃 〃 〃 〃
۱۹۔ محمد عارف	〃 〃 〃 〃

اظہارِ تعزیت: گذشتہ دنوں جمعیۃ طلبہ اسلام مستونگ کے زیرِ اہتمام شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان اور مولانا ابوبکر کو ایصالِ ثواب کیلئے قرآن خوانی کی گئی اور تعزیتی جلسہ ہوا۔ صدارت عبدالصمد صابر نے کی اور جلسہ سے محمد عثمان، عزیز الرحمٰن محسن اور محمد مراد نے خطاب کیا۔ ان حضرات نے مذکورہ علماء کو شاندار الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا اور انکے کارناموں کو سراہا۔

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے زیرِ اہتمام

تربیتی اجتماع

بتاریخ
۶ جولائی سے
۱۱ جولائی تک

بمقام: جامع مسجد مدینہ لنگر کسی (بوربن کلب)

منجانب: شعبہ نشر و اشاعت جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ پنجاب

موت العالم موت العالم

گذشتہ دنوں راولپنڈی پنجاب کے ایک ممتاز عالم دین فاضل دیوبند پروانۂ توحید محترم مولانا غلام اکبر خانصاحب رفیق کار حضرت مولانا تاج محمد امروٹی رح اس دنیا فانی سے رحلت کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا موصوف ایک برگزیدہ عالم تھے جنہوں نے اپنی زندگی دین کی تعلیم و تبلیغ کے لئے وقف کر دی تھی۔ راولپنڈی کے لئے دین کا ایک ستون تھے۔ قوم بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہے کہ وہ موصوف کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق عطا فرمائے

محمد عثمان ادگاہی
عبدالمالک بروہی
قوم ادگاہی از غوث پور۔ جیکب آباد

عہدیداران نظام العلماء

علاقہ شاہدرہ زون

سرپرست	پیر مولانا غلام مومن صاحب برکت ٹاؤن
امیر	مولانا اللہ داد صاحب صدیقی سہراب فیکٹری ایریا
نائب امیر اول	قاری نور محمد صاحب طارق برکت ٹاؤن
" " دوئم	مستری سراج الدین صاحب لاجپت نگر
" " سوئم	حافظ جمیل احمد صاحب ویونگ فیکٹری
ناظم	مولانا محبوب الہٰی صاحب لاجپت نگر
ناظم اول	قاری عبدالغفور صاحب رحمانی پاور ہاؤس
" دوئم	مولانا حاجی محمد اسلم صاحب شاہدرہ ٹاؤن
ناظم سوئم	قاری ممتاز حسین صاحب کشمیر پارک
سیکریٹری اطلاعات	مولانا غلام صدیق صاحب لاجپت نگر
ناظم دوئم اطلاعات	پیر فرید احمد شاہ صاحب صابری اتفاق کالونی
ناظم مالیات	حاجی ابوبکر صاحب جیا موسٰی
سالار	جناب غلام مصطفٰے صاحب لاجپت نگر

توحید و سنت کا عظیم چراغ بجھ گیا

مولانا غلام اللہ خانؒ کا نام جب زبان پر آتا ہے تو بے ساختہ زبان سے آہ نکلتی ہے۔ موت کے بے رحم ہاتھوں نے اس مرد مجاہد کو معاف نہیں کیا اور ہزارہا نفوس کو یتیم کر دیا مولانا مرحوم کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کو پُر کرنا دشوار ہے اور یوں محسوس ہونے لگا ہے کہ علماء کرام کا ایک ایک کرکے اس دنیا سے اٹھ جانا قرب قیامت کی علامت ہے۔ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی وفات کے بعد خطابت کا جو انداز شیخ القرآن نے اختیار کیا تھا وہ بلاشبہ ان ہی کا حصہ تھا۔ آپ توحید کی رموز کے نکتہ داں اور رسالت کی نزاکتوں کے رمز شناس تھے۔ راہِ حق میں ہر مصیبت کا مردانہ وار مقابلہ کرنا آپ کا کام تھا۔ ہر باطل رگ پر آپ توحید و رسالت کا نشتر چلاتے تھے۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور صبر و استقامت سے کام لیا۔ حکمران طبقہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا یہ اس مرد مجاہد کا شیوہ تھا۔ خدا تعالٰے مرحوم کو قدم قدم پر راحت اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

جلسہ معراج النبیؐ اور سیرت امیر معاویہؓ

تنظیم العلماء جھنگ کے زیر اہتمام مدرسہ جامعہ عثمانیہ و جامع مسجد العثمان سٹیلائٹ ٹاؤن جھنگ میں مورخہ ۲ جون بروز سوموار ایک جلسہ بسلسلہ معراج النبیؐ و سیرت امیر معاویہؓ زیر صدارت مولانا محمد الیاس صاحب بالاکوٹی منعقد ہوا جس میں مولانا محمد رفیق صاحب جامی نے فلسفہ معراج بیان فرمایا۔ مولانا محمد اسد اللہ قاسمی اور مولانا حکیم محمد شفیع صاحب نے سیرت امیر معاویہؓ پر روشنی ڈالی۔ قاری عبدالشکور ارشد نے منظوم ہدیۂ عقیدت پیش کیا۔ آخر میں جھنگ کے طالب علم راہنما محمد اقبال خان شروانی نے شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان کی وفات حسرت آیات پر قرارداد تعزیت پیش کی اور انکی ملکی، ملی، مذہبی اور سیاسی خدمات پر انہیں خراج عقیدت پیش کیا۔

عبدالشکور ارشد

شیخ القرآن کی وفات پر قرارداد تعزیت

فقیر والی: مولانا فضل محمد مہتمم مدرسہ قاسم العلوم مولانا محمد قاسم قاسمی صدر نظام العلماء چوہدری اشرف الاسلام چیئرمین بلدیہ حافظ ولی محمد خطیب جامع مسجد۔ آغا محمد سرور جنرل سیکریٹری سگریٹ پان فروشاں۔ مولوی محمد اسلم شاکر ڈاکٹر فرزند علی کونسلر بلدیہ کے علاوہ شہر کے دیگر تجارتی کاروباری اور معززین نے شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خاں صاحب کی وفات پر گہرے رنج و غم اور دکھ کا اظہار کیا اور مولانا کی وفات کو ایک عظیم سانحہ ایک عظیم حادثہ اور ایک عظیم المیہ قرار دیا۔ مولانا محمد قاسم قاسمی نے اپنے بیان میں کہا کہ مولانا اپنی ذات میں ایک انجمن ایک ادارہ تھے۔ ہر تحریک میں مولانا نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مولانا ایک حق گو انسان تھے۔

مولانا کی وفات سے ایک ایسا عظیم خلا پیدا ہوا ہے جس کا پُر کرنا بظاہر بہت مشکل ہے ۔ آخر میں ایک قرار داد کے ذریعے مولانا کے پسماندگان سے اظہار ہمدردی کیا اور مولانا کی روح کے ایصال ثواب کے لئے مدرسہ قاسم العلوم فقیروالی میں قرآن خوانی کرائی گئی ۔

محمد امین نعیم
نامہ نگار فقیروالی

اظہارِ تعزیت

جامع مسجد مدنی فیض غفوری کے خطیب بزم امیر شریعت گوجرانوالہ کے سرپرست قاری عبد الغفور بٹ قادری ۔ بزم کے صدر محمد صغیر بٹ ۔ جنرل سیکرٹری فضل الرحمٰن ڈار نے مشترکہ بیان میں پاکستان کے نامور جید عالم دین مفسر قرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان کی وفات پر گہرے رنج والم کا اظہار کیا اور بیان میں کہا کہ مولانا مرحوم کی دینی ملی اور تبلیغی خدمات پر ہم انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے ۔

مدرسہ اشرفیہ انوار القرآن نور باد اکے طلبہ کرام نے مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی اور بعد میں مدرسہ کے طلبہ اور نمازیوں کے اجتماع سے جامع کے خطیب قاری عبد الغفور بٹ نے کہا کہ مولانا مرحوم ایک نڈر عالم ۔ جید عالم مفسر قرآن ۔ مجاہد تھے اور ساری عمر دین اسلام کی اشاعت میں مصروف رہے ۔ ہزاروں طلبہ کو قرآن کی تفسیر سے روشناس کرایا جو ملک میں اشاعت توحید و سنت کر رہے ہیں ۔ آخر میں مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی اور پسماندگان سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے صبر جمیل کی دعا کی گئی اور کہا کہ مرحوم کا وصال قوم کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے اور بہت بڑا خلا ہے جس کا پُر ہونا بڑا مشکل ہے ۔

اظہارِ تعزیت : جامعہ اشرفیہ فیروزپور روڈ لاہور کے شیخ الحدیث

حضرت مولانا موسیٰ خانصاحب کی والدہ ماجدہ گذشتہ روز انتقال فرما گئیں ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحومہ پنج وقتہ نماز کی پابند اور شب زندہ دار تھیں ۔

قارئین ترجمان اسلام اور دیگر احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے ۔ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ مرحمت فرمائے آمین ۔

بقیہ : مفسر قرآن رح

تشریف لے گئے اور آپ کا عشاء کی نماز کے بعد جلسہ تھا کہ باطل فرقے کے لوگوں نے ایک شخص کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ آپ کو قتل کر دے ۔ اس نے آپ پر اُسترے سے حملہ کیا اور آپ کی گردن کاٹنے کی کوشش کی ۔ آپ شدید زخمی ہو گئے مگر خدا کو ابھی آپ سے خدمت لینی تھی اس لیے بچ گئے مگر آپ نے اپنے تبلیغی مشن کو ترک نہیں کیا اور آپ اکثر و بیشتر پشاور بھی جلسے کے لیے تشریف لے جاتے تھے ۔ مولانا مرحوم ان تمام خدمات کے ساتھ بعض مذہبی جماعتوں کو بھی چلا رہے تھے اور ایک مذہبی جماعت اشاعت التوحید کے صدر تھے اور دوسری تنظیم سواد اعظم اہلسنت پاکستان جو کہ مختلف مذہبی تنظیموں کے اشتراک سے آپس میں یگانگت اور اتحاد کے قائم کرنے کے لئے بنائی گئی تھی اس کے جنرل سیکرٹری تھے ۔ مولانا مرحوم کا ہمیشہ سے یہ نظریہ رہا کہ حق اور دین کی بات کو ہر جگہ کہا جائے اور اس کے لئے کسی مصلحت پسندی کی ضرورت نہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اکثر حکومتوں کے معتوب رہے اور مختلف وقتوں میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں کچھ

عرصہ قبل مولانا مرحوم دیوبند تشریف لے گئے تھے ۔ اور وہاں کے صد سالہ اجلاس میں پاکستان کی نمائندگی کی ۔ وہاں بھی آپ پر دل کا دورہ پڑا تھا مگر آپ صحت یاب ہو گئے ۔ آخری سفر آپ کا حرمین شریفین کا تھا ۔ آپ نے عمرہ ادا کیا اور زیارت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے اور واپسی میں سیرت النبی ﷺ کے جلسے میں خطاب کرنے سے قبل اپنے خالق حقیقی سے جا ملے گویا کہ آپ نے اپنی جان بھی تبلیغ دین کی راہ میں قربان کر دی ۔ — اللہ تعالےٰ مولانا مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے ۔

آپ کی خدمت میں پیش پیش
عمدہ کام خوبصورت ڈیزائن
مہران گولڈن ہاؤس
ہر قسم کے
خوبصورت سیٹ ۔ دیدہ زیب سیٹ
اور اعلیٰ قسم کے ڈیزائن کے خالص سونے
کے زیورات بازار سے بارعایت آرڈر
پر بنوانے کیلئے ہماری خدمات حاصل کریں
پروپرائٹر : محمد بخش اینڈ منظور احمد
ریلوے روڈ ، پڈعیدن
ضلع نواب شاہ ۔ سندھ

ایجنسی ہولڈر توجہ فرمائیں

جون ۱۹۸۰ء سے تمام ایجنسیوں کے نمبر تبدیل کر دیے گئے ہیں ۔ آئندہ ایجنسی سے متعلق تمام قسم کی خط و کتابت اور رقوم ارسال کرتے وقت نیا نمبر تحریر فرمائیں ۔

(ادارہ)